135

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔جون2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث"

137

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعتہ المبارک، 21۔ جون 2013

(یوم الجمع، 11۔ شعبان المعظم 1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِ (6) ٱلَّذِي خَلَقَكَ
فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ (7) فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (8) كَلَّا
بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِ (9) وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَ (10) كِرَامٗا
كَٰتِبِينَ (11) يَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَ (12) إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖ (13)
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖ (14) يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ (15) وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ (16) وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ (17) ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ (18) يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ (19)

سورۃ الانفطار آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (6) (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8) مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو (9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (12) بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں (14) (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے (15) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہو گا (19)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبولﷺ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیراﷺ
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیراﷺ
پُورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیراﷺ ہے کرم
مجھ کو جُھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیراﷺ
دستگیری میری تنہائی کی تُوﷺ نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیراﷺ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پر بحث کا آغاز کل 20۔جون کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اُنہوں نے پہلے اپنے نام نہیں بھجوائے وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

پنجاب اسمبلی کا اجلاس بروقت شروع کرنے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم پچھلے پانچ سال یہ دیکھتے رہے کہ ہر اجلاس کبھی گھنٹہ اور کبھی دو گھنٹہ لیٹ شروع ہوتا تھا لیکن اب آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم ممبران پنجاب اسمبلی یہ نوٹ کروانا چاہتے ہیں کہ وقت کی پابندی کو ضروری بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی بالکل، وقت کی پابندی سب پر ہونی چاہئے۔ میں گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کو کہہ رہا ہوں کہ میں انشاء اللہ انتہائی کوشش کروں گا کہ ٹائم پر اجلاس شروع ہو۔ وزراء صاحبان بھی نوٹ فرما لیں اُس میں کوئی تساہل نہ فرمائے۔ میں آپ کا شُکر گزار ہوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معزز ممبران پنجاب اسمبلی کی گاڑیوں کی پارکنگ کا کیا بندوبست ہے؟ سامنے الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ ہے اگر آپ یہ کر دیں کہ یہ پارکنگ وہاں چلی جائے۔ اگر security reasons ہیں تو اسمبلی کی right side پر آپ پارکنگ کروا دیں۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں، آپ سوچیں کہ کیا یہ ہمارے ساتھ درست ہے جس طرح معزز ممبران اسمبلی اپنی گاڑیوں سے اُتر کر اندر آتے ہیں اور گاڑیوں کا بھی نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب! میں خود وہاں سے چل کر آتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔آپ کی گاڑی تو اندر آتی ہے اور میں تو آپ کی بات ہی نہیں کر رہا۔ آپ کی گاڑی کو اندر آنے کی اجازت ہے اور آپ کی گاڑی اندر آنی بھی چاہئے۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔ میری گاڑی اندر نہیں آتی۔ میری گاڑی کو اندر آنے کی اجازت تو ہے لیکن آپ کو پتا ہے کہ میں گیٹ کے باہر اُتر کر پیدل یہاں آتا ہوں۔اس میں میری شان میں فرق پڑ جاتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی گاڑی کو اندر پارکنگ ملتی ہے۔اگر معزز ممبران اسمبلی کی گاڑیوں کو اندر پارکنگ نہیں مل سکتی تو آپ الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ ہمیں دے دیجئے۔

جناب سپیکر: ہم الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ کیسے لے سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم الفلاح بلڈنگ کی پارکنگ کیوں نہیں لے سکتے؟ آپ کے لئے ایک منٹ کا کام ہے۔آپ دو معزز ممبران کی کمیٹی بنائیے میں آپ کو پارکنگ لے کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، دیکھ لیں گے۔اس مسئلہ کو بعد میں حل کریں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

تعزیت

قائد جمہوریت اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہئے۔آج 21۔جون ہے اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ ہے تو میں چاہوں گی کہ آج اسمبلی میں اُن کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔آپ مہربانی فرما کر بجٹ پر بحث ہونے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ قائدِ جمہوریت اور شہید جمہوریت ہیں اگر یہاں پر اُن کے لئے دعا ہو جائے گی تو میرے خیال میں اس میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ دعا کروائیں ہم آپ کے ساتھ مل کر دعا کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب بجٹ پر بحث شروع کرتے ہیں۔ سردار شہاب الدین خان صاحب! آپ کا ٹائم دس منٹ ہے اور باقی معزز ممبران کا ٹائم پانچ منٹ ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کو دس منٹ میں wind up کرنا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نو منتخب حکومت، میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہماری یہ دعا ہو گی کہ جن challenges کا مقابلہ کرنے کے لئے انہوں نے mandate لیا ہے وہ ان کو پورا کریں۔

جناب سپیکر! سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 جس کا کل حجم 871۔ارب 95 کروڑ روپے ہے جس میں سے NFC Award سے جو رقم ہمارے صوبہ کو ملی ہے اس کا کل حجم 702۔ارب 12 کروڑ روپے ہے اور کل صوبائی محصولات 169۔ارب 83 کروڑ روپے کے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب جس کی میرے ساتھی عزت مآب وزیر خزانہ صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اپنی بجٹ تقریر میں بات کی ہے، ہمارے جنوبی پنجاب کی آبادی صوبہ کی کل آبادی کا 40 فیصد ہے، PFC Award سے ہمارا حصہ 93۔ارب کی بجائے 140۔ارب روپے بنتا ہے، ہمیں غلط figures بتائے گئے ہیں تو میری جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہ تجویز ہو گی کہ ہمارا حق 93۔ارب روپے سے بڑھا کر 140۔ارب روپے کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ کی کتابیں پڑھنے کے لئے بڑی کوشش کی ہے لیکن وقت کی کمی کے باعث نہیں پڑھ سکا۔ اس بجٹ میں تعلیم کی مد میں 210۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس بجٹ کو آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کی جا رہی ہے۔ بجٹ کی تعلیمی مد میں missing facilities, upgradation of schools and colleges کے لئے کسی بھی جگہ پر جنوبی پنجاب کا نام نظر نہیں آتا۔ Statement of budget book میں جنوبی پنجاب کا ذکر کہیں نظر نہیں آتا۔ وزیر خزانہ صاحب نے دو on going schemes جو جنوبی پنجاب

خصوصاً لیّہ میں ہیں انہیں highlight کیا ہے جن میں سے ایک بہادر کیمپس بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کا منصوبہ ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس یونیورسٹی کے کیمپس کے لئے مالی سال 14-2013 میں صرف دو کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کیا ہماری پسماندگی کا یہی ازالہ ہے کہ تیس کروڑ روپے سے بننے والا کیمپس جسے اگر ہر سال صرف دو دو کروڑ روپیہ دیا جائے تو میرے خیال کے مطابق اس موجودہ حکومت کے دور میں بہادر کیمپس مکمل نہیں ہو سکتا؟

جناب سپیکر! دانش سکولوں کی بات کی گئی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ معیار تعلیم کو لاہور کے برابر لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے میری یہ تجویز ہو گی کہ سب سے پہلے اس صوبہ میں طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنا ہو گا۔ ہمارے remote areas جو پسماندہ ہیں جہاں literacy rate انتہائی کم ہے وہاں ابھی تک نئے سکول بنانے اور پرانے سکولوں کی upgradation کی گنجائش ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس بجٹ میں نئے سکولوں کی مد میں اور خصوصاً پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کی upgradation کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ upper class کا بجٹ ہے اس میں middle and lower class کو الفاظ کے ہیر پھیر میں رکھا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ مہنگائی کا سیلاب آیا ہوا ہے، کیا اس مہنگائی کے دور میں کوئی غریب آدمی اپنے گھر کے بجٹ کے ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی صحت کا خیال رکھ سکتا ہے؟ نہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ کی جماعت نے الیکشن سے پہلے وعدہ کیا تھا کہ مزدور کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے ہو گی لیکن اس وعدے کو ایفا نہیں کیا گیا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ مزدوروں کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری ملازمین جن کی تنخواہ میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے کم از کم ان کی تنخواہ میں بھی پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے 44۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم بہت کم ہے جیسا کہ روز میڈیا پر آ رہا ہے کہ خسرہ، پولیو اور بہت سے امراض جو اس صوبہ میں جنم لے رہے ہیں ان سے بچاؤ کے لئے 44۔ارب روپے کی رقم بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور B.H.Us کی بات ہے تو اس بجٹ میں ادویات کی مد میں مجھے کہیں نظر نہیں آیا کہ کوئی پیسا مختص کیا گیا ہو۔ اگر یہی حال رہا تو یہاں بیماریاں پھیلیں گی۔ ہمارے ہسپتال جن میں مفت ادویات کی فراہمی کا کہا تو جاتا ہے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں اور اب بھی میں نے تو نہیں دیکھا

کہ مفت ادویات مل رہی ہوں۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ D.H.Qs, T.H.Qs, R.H.Cs and B.H.Us کے لئے اس بجٹ میں ادویات کی فراہمی کے لئے پیسا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! زراعت جسے ہم اس ملک اور صوبہ کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں۔ میں جناب کے توسط سے اپنے معزز ممبران کی توجہ بھی اس جانب ضرور دلاؤں گا کہ زراعت کے لئے 13-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ان 13-ارب روپے سے زراعت کی ترقی ہو سکتی اور نہ ہی یہ صوبہ معاشی طور پر آگے بڑھ سکتا ہے۔ اس رقم سے کیا ہو گا، میں جنوبی پنجاب کی بات دوبارہ دہراؤں گا کہ جنوبی پنجاب ایک food basket ہے جہاں سے ہم cotton, wheat, sugarcane, grams، سبزیاں اور پھل پیدا کرتے ہیں لیکن آپ اپنی ایکسپورٹ کو دیکھیں کہ 18 فیصد میں سے ہمارے جنوبی پنجاب کی کاٹن 15 فیصد ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ اگر زراعت کی ترقی کے لئے صرف 13-ارب روپے ہی رکھنا ہیں تو اس سے آپ کی زراعت کی ترقی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! غریب کسانوں کو مفت بیج، کھاد اور ادویات کے لئے جو سبسڈی میں نے پچھلے بجٹ میں دیکھی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ ان کسانوں کو زیادہ سے زیادہ subsidy دی جائے تاکہ وہ اپنی فصلات بہتر طور پر کاشت کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ I am sorry for that

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آخر پر صرف ایک شعر آپ کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے حصے میں؟

سردار شہاب الدین خان: جی، آپ نے ٹائم دیا اس کے لئے بہت مہربانی۔ کسی شاعر نے اس بجٹ پر خوب کہا۔

جناب سپیکر: بجٹ میں نے تو پیش نہیں کیا؟

سردار شہاب الدین خان: یہ شعر میں وزیر خزانہ صاحب کو سنا رہا ہوں کہ۔

میری ساری زندگی کو بے ثمر اُس نے کیا
عمر میری تھی مگر اُس کو بسر اُس نے کیا

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب! ٹائم کا تمام صاحبان خیال رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران نے مجھے اپنا ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: کون کون سے معزز ممبران نے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیجئے۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری صاحب سے کیا پوچھوں، کیا وہ آپ سے معتبر ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے لئے اتنی اہم بات نہیں کر سکتا جتنی وہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ قریب ہیں، نیچے بیٹھے ہیں اور آپ سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب نے بلوچستان میں جس طرح حکومت بنانے کا موقع دیا ہے اور صوبہ خیبر پختونخواہ میں PTI کو موقع دیا ہے یہ اُن کا ایک مثالی قدم ہے جس کو تاریخ میں جتنا بھی سراہا جائے گا کم ہو گا۔ ہم سب کی دعا ہونی چاہئے کہ ہمارے یہ دونوں عظیم صوبے اللہ کی مہربانی سے امن اور عافیت کا گہوارہ بن جائیں اور پاکستان کے ان دشمنوں کو ہم سب کو سمجھنا چاہئے جو اصل میں پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایمنسٹی سکیم جو سیاست کی نذر ہو گئی، اگر وہ ایمنسٹی سکیم آ جاتی تو آج جو deficit مرکزی اور پنجاب حکومت کو سرمائے کی کمی کا سامنا ہے وہ کبھی نہ ہوتا۔ ایمنسٹی سکیم کے تحت اگر 2 فیصد پر سرمائے کی اجازت مل جاتی تو میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ آج بھی اربوں روپیہ روزانہ پاکستان سے fly ہو رہا ہے اور encashment کا ریٹ 5 فیصد سے بھی اوپر جا چکا ہے۔ یہ encashment 5 percent کے حساب سے ارب ہا روپیہ per month بنتا ہے لیکن یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے میں نے اس پر کوشش کی لیکن چونکہ اسمبلی dissolve ہو چکی تھی اس لئے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ پاکستان کے ساتھ مسلسل ظلم ہو رہا ہے اور کوئی flight ایسی نہیں ہے جس میں سرمایہ fly نہ کر رہا ہو جبکہ وہی سرمایہ جس طرح banking channels سے آتا ہے اس کا ریٹ 4 سے 5 فیصد ہے۔ پوری دنیا میں Scandinavian countries ایسے ہیں جہاں پر ٹیکس 100 فیصد وصول ہوتا ہے لیکن وہ کیوں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے عوام کو پوری سہولتیں دیتے ہیں۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی یہ عرض کی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو حکومت پنجاب ایک amendment لا کر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ لے لے جس کا آپ اندازہ لگائیں کہ اتنی بڑی تعداد میں سرمایہ اور ٹیکس

available ہو سکتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ٹیکس نیٹ کی بات ہوتی ہے تو ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہاں پراپرٹیاں ہوں، بنکوں میں پڑا ہوا بے نامی سرمایہ ہو اور اگر ہم 2 فیصد پر ایمنسٹی نہیں دے سکتے اور سیاست کی نذر کر سکتے ہیں تو مذہبی طور پر ذمہ داری پوری کر کے اڑھائی فیصد پر بھی ملک کو ہم بہت بڑے بحران سے بچا سکتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ IMF کی قطعاً ضرورت نہیں رہے گی اگر صرف ایک مہینے کے لئے یہ کہہ دیا جائے کہ آپ اڑھائی فیصد پیسا دیں ہم اس کو white کرتے ہیں اور آپ پیسے اور پراپرٹی کو سامنے لائیں۔

جناب سپیکر! میں آج آشیانہ کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کل کسی معزز ممبر نے پھر آشیانہ کی بات کی لہذا میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 2010 کے آخر پر جب محترم وزیر اعلیٰ نے یہ معاملہ میرے سامنے رکھا اور مجھ سے کہا کہ اس کو اس طریقے سے چلانا ہے کہ غریب آدمی کو گھر مل سکے۔ میں معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اس ایوان میں زیادہ تر لوگ نئے تشریف لائے ہیں کہ صرف 25 کروڑ روپے کی seed money محترم وزیر اعلیٰ نے ہمیں دی تھی اور 25 کروڑ روپے سے انہوں نے دن رات محنت کی۔ سورج نہیں نکلتا تھا تو پہلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب شدید سردی میں آشیانہ (ون) پر تشریف لے آتے تھے اور 25 کروڑ روپے کی seed money سے آج ہزاروں گھر بن چکے ہیں۔ لاہور، فیصل آباد، ساہیوال میں گھر بن چکے ہیں اور کئی بن رہے ہیں۔ ہزاروں لوگ جانتے ہیں کہ ان کو الاٹمنٹ ہو چکی ہے اور سینکڑوں لوگ وہاں رہ رہے ہیں۔ الحمدُ للہ ہماری حکومت کے بدترین مخالف جو مرضی کہتے رہیں لیکن الیکشن مہم کے دوران کسی نے آشیانہ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج نہیں، کل، پرسوں یا دس سال بعد آشیانہ کے کسی financial کرپشن کے اندر اگر کوئی ایک روپیہ ظاہر کر دے گا تو میں اپنی جیب سے 50 روپے اس کی جگہ دوں گا۔ کوئی ثابت کرے کہ آشیانہ کے اندر گڑبڑ ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کیا صرف 50 روپے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ کہیں گے وہ دوں گا۔ اسی طرح گاڑیوں کی خریداری نہ کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن میں detail میں نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اتنا ٹائم نہیں دیں گے حالانکہ میں آج بڑی اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سرکاری گاڑیوں کی خریداری نہ کرنا اچھی بات ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ پراجیکٹ کی گاڑیاں بھی نہیں چلنی چاہئیں۔ اس وقت پراجیکٹ کی جو گاڑیاں چل رہی ہیں وہ کیوں چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی فرمادیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا یہ ٹائم ہے۔ میں پھر جلدی کر دیتا ہوں لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔
جناب سپیکر: آپ نے after time جو لیا ہے وہ تو بتائیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے پاس بیس منٹ کا ٹائم ہے کیونکہ میرے پاس تین معزز ممبران کا ٹائم ہے اور پانچ منٹ میرے اپنے ہیں۔
جناب سپیکر: نہیں۔ ممبران نے کم از کم مجھے نہیں کہا۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے لکھ کر دیا ہے۔
جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ ایک آدھ منٹ میں wind up کریں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک آدھ منٹ میں بات نہیں ہو گی۔
جناب سپیکر: پھر آپ بیٹھ جائیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر مجھے اس کو اس طرح سے sum up کرنے دیں کہ points اٹھا لینے دیں۔
جناب سپیکر: میں آپ کے لئے اپنا اصول کس طرح توڑوں؟ یہ ٹھیک نہیں ہے۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے دو points تو اٹھا لینے دیں۔
محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایک ممبر بیس منٹ کیسے لے سکتا ہے؟
جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے دو points کا کہا ہے انہیں اٹھا لینے دیں۔
جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر یہ بولنا چاہ رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمارے ممبران کو بھی اپنی بات مکمل کرنے دیں۔
جناب سپیکر: جی، یہ اصول کی خلاف ورزی ہے۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، میں یہ بات کرتا ہوں کہ بڑی کوٹھیوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے کیا یہ recoverable ہے؟
جناب سپیکر: آدھ منٹ سے زیادہ آپ کو موقع نہیں ملے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر خزانہ بیٹھے ہوتے تو میں پوچھتا کیونکہ luxury tax دراصل ایک user tax ہے تو جو لوگ ان کوٹھیوں میں بغیر ملکیت کے رہ رہے ہیں کیا وہ بھی ٹیکس دیں گے، کیا یہ ٹیکس سرکاری ملازمین پر بھی لاگو ہو گا اور کیا یہ کینٹ ایریا میں بھی لاگو ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: باقی آپ لکھ کر دے دیں میں اس کو پڑھ لوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر وزیر خزانہ نہیں ہیں تو یہ ایک اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، تجاویز لکھنے کے لئے بیٹھے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو ٹیکس recoverable نہیں ہے اس کو لگانے کا کیا فائدہ؟ میں بتاتا ہوں کہ ٹیکس پرائیویٹ سکولوں سے لیا جا سکتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انہوں نے کتنا اور بولنا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو آپ کو support کر رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! یہ ہمیں نہیں بلکہ پنجاب حکومت کو support کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں سے ان کی فیسوں کو freeze کر کے ٹیکس لینا چاہئے اور direct taxation وہاں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو ایسے ایسے ہوٹلوں کے متعلق بتاؤں گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ میں نے دوسروں کو بھی floor دینا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک بات تو کر لینے دیں کہ آخر آپ ان ہوٹلوں سے سیلز ٹیکس 25 فیصد کیوں نہیں لیتے جہاں پر ساڑھے تین ہزار روپے per head لیا جا رہا ہے۔ میری تقریر تو آپ نے بند کروا دی لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں سے ٹیکس recoverable ہے وہاں سے لیا جائے۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سن لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تشریف لے آئے ہیں جنہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ luxury tax ایک user tax ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب جو جماعت اسلامی کے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسّلام علیٰ خاتم النبین۔ حبیبنا و حبیب رب العالمین۔ جناب سپیکر! ابتدا میں جمہوری بجٹ تماشے کے بارے میں مختصراً بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی اس ایوان میں تیسری دفعہ منتخب ہو کر پہنچا ہوں اور اس پر مسلسل واویلا کرتا ہوں۔ اب جبکہ بجٹ پیش ہو گیا ہے تو اس میں ایک پیسے کی بھی تبدیلی اپوزیشن کے شور و غوغے کے باوجود نہیں ہو گی اور اس ایوان کے معزز حکومتی ممبران اور وزراء کا بھی اس بجٹ سازی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس سارے معاملے پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور بات کو آگے بڑھانا چاہئے کہ منتخب نمائندوں کو بجٹ سازی کے سارے process میں شامل کیا جانا چاہئے۔ ویسے بھی جو روایتی بجٹ ہر سال پیش ہوتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ ہم آئندہ بجٹ سے پہلے پری بجٹ سیشن ضرور رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر سال روایتی بجٹ آتا تھا جس کے بعد پورا سال قیمتوں میں استحکام رہتا تھا اور ہر امیر و غریب اور سفید پوش اپنے گھریلو بجٹ کو اس کے مطابق adjust کر لیتا تھا لیکن اب یہ باتیں قصہ پارینہ ہو گئی ہیں۔ اب بجٹ پر بحث جاری ہے اور اسی دوران ہی پرسوں اعلان ہوا کہ ایک روپیہ 12 پیسے فی یونٹ بجلی کا نرخ بڑھا دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں قیمتیں بڑھیں گی اور بڑھ رہی ہیں۔ اسی طرح کل یہ اعلان ہوا ہے کہ یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن جو کہ سرکاری ادارہ ہے، نے 20 کلو گرام آٹا کے تھیلہ کی قیمت میں دس روپے اضافہ کر دیا جو 720 روپے کی بجائے اب 730 روپے کا ہو گیا ہے یعنی کوئی قاعدہ قانون کسی حوالے سے بھی نظر نہیں آتا اس لئے روایتی بجٹ سازی کا تو سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔ ہر مہینے جب پٹرول، ڈیزل اور بجلی کی قیمتوں میں رد و بدل کے نام پر قوم کی جیبوں پر ڈاکا ڈالا جاتا ہے جس کے نتیجے میں مہنگائی کی ایک نئی لہر آتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ گزارش کرنی ہے کہ ممکن ہو سکے تو آپ نے جو بات کی ہے یہ بہت صائب ہے کہ آئندہ سے ہم پری بجٹ سیمینار بھی کیا کریں گے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ عوامی مسائل کو جتنا عوامی نمائندے سمجھتے ہیں یہ بیوروکریسی نہیں سمجھتی۔ اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے کہ pre-budget proposals جو تمام ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں جنہیں آپ پہلے feed کر دیں تاکہ اس کمیٹی کے معزز ممبران کم از کم اس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء اور عوام کے grievances کا input اس میں دے دیں۔ اس کے بعد پھر Budget proposals بھی

بن جائیں اور پری بجٹ سیمینار میں سارا معاملہ بحث میں آ جائے۔ اس سے ایک عوامی touch اور اسمبلی کا touch آ جائے گا ورنہ تو ظاہر ہے کہ یہ ایک انگوٹھا ہے جو ہم اس پر لگا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ تو وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے لیکن یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے کہ جو خوبصورت باتیں ہوتی ہیں اور جو اپنے حق میں چیزیں ہوتی ہیں انہیں تو بڑا خوبصورت کر کے بجٹ کے اندر depict کیا جاتا ہے لیکن کمزوریوں کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔ اب بیرونی اور اندرونی طور پر اربوں کھربوں روپے کے قرضے کی reflection بھی آنی چاہئے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس معزز ایوان کی بڑی تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے اور سب اہل ایمان یہاں پر بیٹھے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خود بھی touch دینے والے ہیں۔ پورے پنجاب کے اور پاکستان کے لوگ جو ٹیکس دیتے ہیں اس سے کتنے ارب اور کھرب روپے کی رقم بیرون اور اندرون ملک قرضوں پر سود کی مد میں جاتی ہے؟ آپ بھی سمجھتے ہیں، میں بھی سمجھتا ہوں اور یہ پورا معزز ایوان سمجھتا ہے کہ سود حرام ہے اور سب سے زیادہ سخت بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے کہ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ "جو سودی کام کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں"۔ یہ بات بھی اس ایوان کو معلوم ہونی چاہئے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف مسلسل یہ جنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! کل یہاں پر بات ہوئی تھی اور اس سے پہلے وزیر خزانہ صاحب نے اس پر بڑے ڈونگرے برسائے تھے اور میں خود بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔ ظاہر ہے انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے لئے اتنی رقم رکھی ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان پورے پنجاب کی نمائندگی کرتا ہے اب جنوبی پنجاب کو انہوں نے کچھ دیا ہے تو نادرن پنجاب کے اور دوسرے لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کل اس پر اعتراض آیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا جس طرح مرکز کی طرف سے N.F.C Award آیا ہے اسی طرح P.F.C Award کا بھی باقاعدہ اعلان کیا جائے اور district wise اس کی distribution ہو جائے۔ اس سے یہ ساری بحث بھی لپٹ جائے گی اور ہر علاقے اور ضلع کو اس کے حق کے مطابق اس کا حصہ بھی مل جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ایک اچھی uniformity آئے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اب صوبہ پنجاب جو کہ سب سے بڑا بھی ہے، اس کے بجٹ کا حجم بھی سب سے بڑا ہے، وسائل بھی اس کے زیادہ ہیں اور اب جبکہ باقی تینوں صوبوں سندھ، کے پی کے اور بلوچستان کا بھی بجٹ آ گیا ہے تو تمام صوبوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد

اضافے کی نوید سنائی ہے۔اب پنجاب ہی کنجوسی کے اندر سب سے پیچھے رہ گیا ہے اس لئے میں محترم وزیر خزانہ سے اس بات کی گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ جس طرح باقی صوبوں نے 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے تو اس کو بھی at par کر دیا جائے۔اس حوالے سے اگر آپ کو کوئی مشکلات ہیں اور اس میں رقم کی فراہمی کی بات ہے تو رقم فراہم کرنا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ہمارے محترم وزیر اعلیٰ ترکی کے ساتھ آج کل کافی on line ہیں۔ترکی کے اندر بھی کرپشن کی یہی صورتحال تھی لیکن وہاں پر جب "رفاہ پارٹی" کے نجم الدین اربکان اس وقت وزیر اعظم بنے تھے تو انہوں نے اپنی الیکشن مہم کے دوران قوم کو نوید سنائی کہ میں 50 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کروں گا اور اقتدار میں آنے کے چار ماہ بعد انہوں نے اعلان کیا کہ میں 60 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کر رہا ہوں تو میڈیا نے پوچھا کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی تو انہوں نے کہا کہ یہ جو کرپشن کے پرنالے کھلے تھے میں نے وہ بند کر دیئے ہیں۔ابھی یہاں یہ جو 260۔ارب روپیہ development plan کے اندر رکھا ہے اس میں 40 سے 50 فیصد نیچے سے لے کر اوپر تک کمیشن کا ایک systemize system ہے بلکہ اب تو افسران نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ جب ضلع اور ڈویژن کے لئے کوئی منصوبہ پی اینڈ ڈی سے بجٹ میں یہاں اسمبلی منظور کر دیتی ہے تو اس کے پیسے اس وقت تک وہ ڈسٹرکٹ میں release نہیں کرتے جب تک کہ 2 فیصد پی اینڈ ڈی میں ایڈوانس جمع نہ کرائیں۔شفٹ ہونے سے پہلے 2 فیصد دیں گے تو یہ رقم ضلع کے اندر کاموں کے لئے شفٹ ہو گی۔۔۔

MR SPEAKER: I think this is hearsay…

اس پر comment نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر اگر یہ cut لگائیں گے، اس پر اگر اس کو address کریں گے تو یہ اتنی رقم مل سکتی ہے۔اس میں، میں یہ عرض کروں گا کہ باقی صوبوں کے مطابق 15 فیصد اضافہ کیا جائے، مہربانی کی جائے اور جو پنشنرز ہیں، بڑا صوبہ ہونے کے ناتے یہاں پر پنشنرز کو 20 فیصد اضافہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس کے ساتھ مجھے یہ منسلک کرنی ہے کہ اس صوبہ کے اندر بے روزگاری بہت جوبن پر ہے۔صوبہ میں روزگار کی فراہمی کے حوالے سے وزیر خزانہ صاحب نے کسی منصوبے کا کوئی اعلان نہیں کیا اس کے اوپر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔اسی طرح مزدور کی جو 10 ہزار ماہوار اجرت کی گئی ہے اس کا کوئی develop mechanism کرنے کی ضرورت ہے، ماضی کے

اندر جتنے بھی اعلانات ہوئے ہیں وہ اعلانوں تک ہی محدود رہتے ہیں اور یہاں جو اعلان ہو جاتا ہے اس پر عملدرآمد کا کوئی mechanism نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اس میں اگلی بات تعلیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جلدی جلدی کر لیں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تعلیم کے اندر بڑی رقم رکھی ہے اور بہت ساری چیزیں انہوں نے اس حوالے سے بیان کی ہیں، مجھے اس بات پر گزارش یہ کرنی ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں بالخصوص یورپین ممالک ہی زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کے ہاں میڈیم آف ایجوکیشن جو ہے وہ ان کی اپنی ہی مادری زبان ہوتی ہے، اس حوالے سے جو ڈاکٹر ہیں، جو بچوں کی psyche سمجھتے ہیں وہ اس بات کو کہتے ہیں کہ بچے کی جو دو سے پانچ سال pre-school age ہے وہ کم و بیش تین ہزار الفاظ اپنی memory کے اندر محفوظ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھائے نہیں جاتے، وہ اپنے ماں باپ سے سیکھتا ہے، اپنے بہن بھائیوں سے سیکھتا ہے، گلی محلے کے اندر بچوں سے سیکھتا ہے اور اب میڈیا بھی اس کے سامنے ہے اس سے بھی وہ سیکھتا ہے تو وہ جو تین ہزار الفاظ اس کے ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں اس کے مطابق اگر آگے تعلیم کا سلسلہ چلے تو وہ علم سیکھتا ہے ورنہ یہ ایک رٹے کا سسٹم جو ہے اس کے ذریعے سے آ رہا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے کو ختم کیا جائے اور اس میں جتنے بھی ماہرین ہیں ان کے ذریعے اس حوالے سے مشاورت کی جائے تو وہ اس حوالے سے پوری رہنمائی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ سکیم جو شروع کی گئی ہے وہ بہت اچھی ہے اور میں اس کی تحسین بھی کرتا ہوں لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کی distribution ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ مڈل کے بچے کو بھی دیا ہے، میٹرک کے بچے کو بھی دیا ہے، انٹرمیڈیٹ کے بچے کو بھی دیا ہے اور گریجویشن کرنے والے بچوں کو بھی دیا ہے۔ مجھے اس میں اعتراض یہ ہے کہ یہ انٹرنیٹ سے منسلک ہوتا ہے تو اس سے بچوں کے اخلاق برباد ہو رہے ہیں۔ یہ مانیٹرنگ کا کوئی سسٹم کر لیں تاکہ ان کے اخلاق برباد ہونے سے بچ جائیں۔ اگر آپ نے دینا ہے تو پی ایچ ڈی، ایم فل اور ایم اے کے سٹوڈنٹس کو دیں جس کے ذریعے سے وہ علم حاصل کر سکیں کیونکہ وہ mature ہوتے ہیں اس لئے اس کا صحیح استعمال کریں گے۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ کوئی اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرمائیں، دوسروں کا ٹائم بھی جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ بلدیاتی انتخابات جو جمہوریت کی مضبوط بنیاد کے لئے بہت ضروری ہیں۔ یہ خوفزدہ نہ ہوں، KPK کی حکومت نے بجٹ میں ان الیکشن کے لئے پیسہ رکھا ہے لہذا پنجاب حکومت کو بھی بجٹ میں کچھ نہ کچھ رکھنا چاہئے۔ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں، خاندانوں کی اجارہ داری جمہوریت پر اسی صورت میں ختم ہو گی جب basic level پر بلدیاتی اداروں کے انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں اس سے ہی جمہوریت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! ایک تو یہ ہے کہ خزانہ صاحب نہیں ہو سکتا، وزیر صاحب ہو سکتا ہے۔ آئندہ سے مہربانی فرمائیں۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنے پنجاب کے عوام، اسمبلی کے ممبران، وزیر خزانہ اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو اتنا متوازن اور بھرپور بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اتنے short ٹائم میں اس سے بہترین بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ ان کی قائدانہ صلاحیت ہی ہے جس کی وجہ سے آج پنجاب کے عوام نے ان کو اتنا بھاری mandate دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان پانچ سالوں میں بھی اتنی ہی بھرپور طریقے سے کارکردگی سامنے آئے گی کہ آنے والا دور بھی مسلم لیگ (ن) کا ہی ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی صوبہ کے لئے اہم ترین شعبہ تعلیم، صحت اور زراعت ہوتے ہیں۔ اس بجٹ میں باقی شعبوں کو بھی neglect نہیں کیا گیا۔ تعلیم کے لئے تقریباً 40۔ارب روپے مختص کئے گئے جو اس بجٹ کا تقریباً 26 فیصد حصہ بنتا ہے۔ یہ ہمارے قائد کی تعلیم دوست اور عوام دوست پالیسیوں کا مظہر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے دور میں بھی ایجوکیشن کے حوالے سے بہت کام ہوا ہے۔ ہمارے دانش سکول سسٹم کو بہت تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر ہمارے امیر لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں وہاں پر ہمارے غریب کے بچوں کا بھی اتنا ہی حق ہے کہ ان کو بھی اعلیٰ تعلیم کے مواقع دیئے جائیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام، میں اس کے لئے انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں جس میں ہمارے طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے اور طلباء کو حق حاصل ہو گا کہ وہ بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اپنی ایجوکیشن حاصل کر سکیں۔ ہمارے سابقہ دور میں جو لیپ ٹاپ اور اجالا سکیمیں تھیں یہ تمام سکیمیں اس بجٹ میں بھی continue کی جا رہی ہیں۔ اس پانچ سالہ دور میں بھی ہمارے بچوں کو یہ تمام سہولیات میسر ہوں گی۔ میں Punjab Education Endowment

Fund کے قیام کے لئے بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جس کے لئے انہوں نے 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ پنجاب کے بہت سارے سکولوں میں ابھی بھی missing facilities پر بہت سارا کام ہونا ضروری ہے۔ اس بجٹ میں اس کے لئے بھی بہت سارا فنڈ رکھا گیا ہے۔ بہت سارے گرلز سکولوں کی چار دیواریاں نہیں ہیں، ان میں واش روم نہیں ہیں اور بہت ساری missing facilities ہیں جن پر کام کرنا باقی ہے۔ انشاء اللہ اس دور میں missing facilities کو provide کرنے کے لئے ایک بھاری رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت اہم چیز یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو گریجویشن کے بعد کوئی Jobs میسر نہیں تھیں ان کو Internship programme کے ذریعے mobilize کیا گیا کہ آپ Internship programme کے ذریعے تعلیم حاصل کریں اور یہ آپ کے لئے کمائی کا ذریعہ بھی ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ آنے والا دور ہمارے طلباء کا ہے اور اگر آج ہم اپنے طلباء پر investment کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دور میں pay back ہو گا۔ وہ قومیں جو اپنی تعلیم پر محنت کرتی ہیں ان کو کوئی ترقی سے نہیں روک سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں صحت پر بھی بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے بجٹ کا تقریباً 11 فیصد حصہ یعنی 45۔ارب روپے صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے تو بیماری سے بچاؤ، تشخیص اور اس کے علاج کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ اس بجٹ میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے لئے پینے کے صاف پانی کا مسئلہ خصوصاً پنجاب میں اور specially میں اپنے حلقے کی بھی بات کروں گی کہ وہاں فلٹریشن پلانٹ لگانا بہت ضروری تھا۔ اس کے لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ انشاء اللہ بیماریوں کی روک تھام کے لئے بہت help out ہو گا۔ اس کے علاوہ پنجاب میں EPI system، پینے کے صاف پانی، نکاسی آب کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کی آگاہی کے لئے بھی 200 ملین روپے رکھے گئے ہیں تو یہ بھی ہمارے health system کو empower کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ پچھلے tenure میں بہت اہم کام کیا گیا تقریباً 52 ہزار آٹھ سو L.H.Vs اور اس سے related staff کو مستقل کیا گیا میں اس کے لئے اپنے قائد اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: مکمل ہو چکی ہے، آپ کی مہربانی۔ ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں نوید علی صاحب!

میاں نوید علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہوں اور میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور جناب وزیر خزانہ کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ Basically بجٹ ہوتا کیا ہے؟ بجٹ ہوتا ہے کہ آپ اپنے تمام circumstances کو دیکھتے ہوئے ایک proper لائحہ عمل تیار کرتے ہیں کہ آپ نے پورے سال میں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے لیکن unfortunately کچھ ساتھیوں کو یہ سادہ سی بات سمجھ نہیں آ رہی۔ ہمارے قائدین نے جن حالات میں یہ بجٹ تیار کیا ہے اس سے متوازن بجٹ میں نہیں سمجھتا کہ تیار ہو سکتا تھا۔ سب سے بڑی بات ہے کہ جو main پہلو ہوتے ہیں جس میں Education آتی ہے، Health آتی ہے، Development آتی ہے Each & everything has been focused in this budget.

جناب سپیکر: کوئی صاحب ایسے ہیں جن کا ٹیلی فون یہاں چل رہا ہے اس کو فوری طور پر بند کیا جائے ورنہ اگر مجھے پتہ چل گیا تو وہ ضبط ہو جائے گا۔ شکریہ

میاں نوید علی: جناب سپیکر! یہ ایک معزز ایوان ہے اور یہاں ہم لوگ الحمدللہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں ایوان میں ایک بات ہوئی کہ mandate تو mandate ہی ہوتا ہے چاہے وہ اصلی ہو یا جعلی۔ مجھے وہ بات یاد آ گئی کہ کسی politician نے بات کی تھی کہ "ڈگری تو ڈگری ہوتی ہے چاہے وہ اصلی ہو یا جعلی" مجھے یہ سن کر بڑا عجیب لگا کہ ان کی سوچ آج بھی ادھر ہی ہے۔ یہ ڈگری اور mandate کو اکٹھا ملانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ mandate, mandate ہی ہوتا ہے اور وہ اصلی ہوتا ہے البتہ ڈگری جعلی ضرور ہو سکتی ہے۔ کوئی لمبی بحث نہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک شعر کے ذریعے اپنی speech کو ختم کروں گا اور یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ آپ accept کریں کہ کیا reality ہے۔ Dedicated to honourable Shahbaz Sharif sahib.

دل میرا جاگیر تیری اے
اکھیاں وچ تصویر تیری اے

کھیڑے ایویں کھیڑے ای پے گئے
اج وی رانجھنا ہیر تیری اے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترم احمد خان بھچر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ عالیہ آفتاب صاحبہ!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں میاں محمد شہباز شریف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دینا چاہوں گی جنہوں نے مشکل معاشی حالات میں اتنا متوازن بجٹ بنایا۔۔۔ (شور وغل)

MR SEAPKER: Order in the House.

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس بجٹ میں انہوں نے تعلیم اور صحت کو ترجیح دی جب تعلیم کو ترجیح دی تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کل اپوزیشن لیڈر نے ایلیٹ سکول کی بات کی تھی، وزیراعلیٰ پنجاب نے دس فیصد بجٹ مختص کیا ہے یعنی دس فیصد بجٹ allot کیا جائے گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SEAPKER: No cross talk.

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں کہ اس کا آغاز Beacon House School اور City School سے کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی بہت عظیم سکول ہیں۔ اگر غریب کا بچہ ان میں امیروں کے ساتھ پڑھے گا تو بہت اچھا رہے گا اور اس کو تعلیم حاصل ہوگی۔ جہاں تک تعلیم کی بات ہے تو میں آج ایک special topic پر بات کرنا چاہوں گی جو سپیشل ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔ سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ سپیشل ایجوکیشن کیا ہے؟ سپیشل ایجوکیشن ان بچوں کے بارے میں ہے جو کہ ذہنی طور پر معذور ہیں جن کو mentally challenged بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ان کے بارے میں ہے جو کہ Blind, Deaf and Dumb ہیں اور physically handicapped بھی ہیں۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کے بارے میں پہلے اتنا بیان نہیں کیا گیا۔ میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ اس دفعہ ہماری حکومت نے اتنا بجٹ allocate کیا جس میں 1.14 بلین بجٹ سپیشل ایجوکیشن کے لئے ہے جس میں انہوں نے vocational training کے لئے علیحدہ بتایا ہے اس کے علاوہ انہوں نے کمپیوٹر علیحدہ دیئے ہیں لیکن اس میں ابھی بھی بہت سی چیزیں باقی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس میں بچوں کی vocational training کرانی چاہئے اور سب سے پہلے ہمیں ان کی صلاحیت کا پتا ہونا چاہئے، ہمیں یہ پتا ہونا چاہئے کہ کون سے ایسے بچے ہیں جن کا Math کا skill اچھا ہے اور کون سے ایسے بچے ہیں جن کا Art کا skill اچھا

ہے۔یہ وہ بچے ہیں جو کہ ذہنی طور پر اور physically mentally challenged ہیں لیکن ان کی باقی ایسی چیزیں ہیں جو بہت زیادہ talent ہیں۔ حال ہی میں امریکہ میں ابھی Google میں ریسرچ ہوئی ہے جس میں انہوں نے one thousand Artistic بچوں کو hire کیا ہے اور وہ انہوں نے اس لئے hire کیا ہے کہ ان کی Math skill بہت زیادہ sharp ہے۔اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ایک مثال دینا چاہوں گی کہ physically handicapped or mentally handicapped ضروری نہیں کہ By birth ہو، یہ کبھی بھی زندگی کے کسی حصہ میں ہو سکتی ہے۔اس سے related ایک شخص ہے جو ماڈل ٹاؤن پارک میں بیٹھتا ہے جس کا نام شمشاد ہے اور وہ پیدائشی blind نہیں تھا جب وہ آٹھویں کلاس میں تھا تو اُس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی لیکن اس کے بعد اس نے میٹرک کا امتحان دیا اور اپنے روزگار کے لئے اس نے ماڈل ٹاؤن بلاک میں بیٹھ کر Wait Scale سے لوگوں کا Wait لے کر ایک کمپیوٹر سکول کھولا ہے جہاں پر وہ Blinds کو computer training دیتا ہے اسی کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاشرے پر بوجھ نہیں ہے بلکہ معاشرے کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس میں وہ لوگوں کو روزگار مہیا کر رہا ہے اور صرف روزگار مہیا نہیں کر رہا بلکہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس لئے میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہنا چاہوں گی کہ سپیشل ایجوکیشن کی برانچ پر سپیشل توجہ دیں۔ اس کے لئے ایسی سکیم ہونی چاہئے،ابھی حال ہی میں سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے دو انٹرنیشنل آرگنائزیشن کے ساتھ MOU sign کیا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔اس میں یہ ہوگا کہ جو ہمارے سپیشل ایجوکیشن کے لوگ ہیں ان کو training کے لئے باہر سے بلایا جاسکے اور training کے لئے صرف باہر سے ہی نہیں بلایا جاسکے بلکہ یہاں سے جو لوگ ہیں ان کو بھی training دی جاسکے۔اس کے علاوہ ایسے بچوں کے لئے technical training بہت زیادہ ضروری ہے۔Because یہ Technical چیزوں میں بہت اچھے ہوتے ہیں۔اسی طرح ان کی Recreation کے لئے کوئی پارکس وغیرہ موجود نہیں ہیں اور جب ان کی Recreation کے لئے پارکس وغیرہ موجود نہیں تو یہ بھی ہے کہ ان کی Recreation کا بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ہمیں ان کی ایجوکیشن اور ان کے Behaviour Modification کے لئے سب سے زیادہ کام کرنا چاہئے جب ہمیں ان کے Behaviour Modification کے لئے کام کرنا چاہئے تو اس میں ہمیں سپیشل ایجوکیشن کی ضرورت ہے،ان کا Individual education plan بنانا ہے۔Individual education plan وہ ہوتا ہے جو ہر بچے کا علیحدہ ہوتا ہے کیونکہ ہر بچے کی علیحدہ صلاحیت ہوتی ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب

Independent Education Planning کی جاتی ہے تو اس سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس بچے کی کیا صلاحیت ہے اور جب ہمیں پتا چل جاتا ہے تو اسی کے مطابق اس کو اس category میں ڈالا جاتا ہے۔ جن بچوں کی آرٹ اچھی ہے ان کو sketching اور Art کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی Music Skill بھی اچھی ہوتی ہے، Math کا skill بہت sharp ہوتا ہے اور یہ بچے candle بہت اچھی بنا سکتے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے اپیل ہے کہ ایسے بچوں کو بھی باہر لایا جائے۔ اس میں ہمیں سب سے زیادہ میڈیا کی support کی ضرورت ہے اور ہمیں میڈیا کے ساتھ electronic press کی بھی support کی ضرورت ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے جب ان بچوں کی special Olympics ہوتی ہیں تو ایسے بچوں کو کبھی کوئی importance نہیں دی جاتی، کبھی کوئی highlight نہیں کیا جاتا ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آپ کی گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے، مہربانی فرمائیں ایوان کو in order رہنے دیں۔ جی، آپ کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں end کرنا چاہوں گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سارے مل کر اس شعبہ پر کام کریں اور آگے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب محمد سبطین خان!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور اپنی suggestions کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو یہ request کروں گا کہ یہ ٹائم بہت تھوڑا ہے جتنی بڑی بجٹ کی books ہیں اور جتنا بڑا بجٹ کا حجم ہوتا ہے تو اس کے لئے دو یا اڑھائی دن پڑھنے کے لئے بہت کم ہیں۔ میں حکومت سے request کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کریں اور یہ کم از کم پانچ سے سات دن کا ٹائم ہونا چاہئے تاکہ جو ہمارے معزز ممبران ہیں وہ پوری تیاری کر کے آئیں اور بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میں بسم اللہ کرنا چاہوں گا ایجوکیشن سے کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ سردار الانبیاء کا بھی یہی فرمان ہے کہ تعلیم حاصل کرو چاہے آپ کو اس کے لئے چین بھی جانا پڑے۔ ہر حکومت بجٹ اپنی پارٹی، اپنی حکومت، اپنی شہرت، اپنی عوام کی بھلائی کے لئے بناتی ہے، ہر حکومت چاہتی ہے اور کوشش یہ کرتی ہے کہ وہ بجٹ صحیح طریقے سے بنائے لیکن اس بجٹ پر اصل جو problem آتی ہے وہ اس کی implementation پر آتی ہے۔ اب تعلیم کے لئے بہت بڑی رقم

رکھی گئی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا جس purpose کے لئے،basic education کے لئے، پرائمری ایجوکیشن کے لئے، ہائر ایجوکیشن کے لئے اور کالج کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے تو کیا اس کی proper utilization ہو رہی ہے یا نہیں؟ بات یہ ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا ایک خواب دانش سکول تھا ہم بالکل اس پر comments نہیں کریں گے لیکن دانش سکول کے ساتھ جو ہمارے گورنمنٹ کے سکول ہیں کیا ان میں بھی وہ facilities ہیں؟ کیا جو کھاتے پیتے لوگ ہیں یا جو سفید پوش طبقہ ہے کیا وہ ان گورنمنٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھانا چاہتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جواب آئے گا نہیں کیونکہ ہر بندے کا ایک خواب ہے کہ ہمارا بچہ اچھی جگہ پر تعلیم حاصل کرے۔ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ request کروں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں موبائل فون بجنے کی آواز آئی)

جناب سپیکر! آپ نے یہ ٹیلیفون confiscate کرنا تھا۔

جناب سپیکر: جن صاحب کا یہ موبائل ہے وہ kindly اس کو بند کر دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا فون بند ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا ایک منٹ ضائع ہوا ہے۔ ان کو مزید ایک منٹ دیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! جس طرح کچھ عرصہ پہلے ہماری ایک پالیسی آئی تھی کہ باہر کے کچھ ادارے محکمہ تعلیم کے جو ہمارے اپنے پاکستانی ادارے تھے وہ ghost schools کو check کریں گے۔ وہ ghost schools کو check کرتے کرتے پورے پاکستان کو check کرنے لگ گئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح کی غلطی ہم دوبارہ نہ کریں بلکہ جب آپ کے اپنے معزز ممبران ایم پی ایز، ایم این ایز اور سینیٹرز ہیں آپ ان کے ذریعے اپنی constituencies کو check کیوں نہیں کرواتے؟ ہمارے rural background میں، ہمارے دیہاتوں میں ایسے سینکڑوں سکول تو چلے نہیں ہوں گے لیکن ایسے سکول موجود ہیں جن میں گائے، بھینسیں بندھی ہوئی ہیں، جن میں زمینداروں نے اپنے ڈیرے بنائے ہوئے ہیں اگر ہم یہ کر لیں جتنا بجٹ گورنمنٹ نے ایجوکیشن کے لئے رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کی proper utilization ہونی چاہئے۔ ہمارا انڈیا کے ساتھ اگر ایک کرکٹ میچ ہو تو آپ کو لاہور کی سڑکیں سنسان نظر آتی ہیں کیونکہ We are sentimental. ہم emotional ہو جاتے ہیں کہ ہمیں انڈیا سے نہیں ہارنا چاہئے تو ہم انڈیا کے ساتھ ایجوکیشن کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم انڈیا کے ساتھ ڈیمز کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟ وہ دھڑادھڑ ڈیمز بنائے جا رہے ہیں اور ہماری سوئی اس بات پر اٹکی ہوئی ہے کہ کالاباغ ڈیم بنے یا کالاباغ ڈیم نہ بنے۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کیا suggest کرتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں utilization پر توجہ دینی چاہئے۔ سری لنکا کو دیکھیں ہماری طرح کا سفید پوش ملک ہے کیونکہ سب ہی یہ رونا رو رہے ہیں کہ مشکل حالات میں بجٹ بنا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم خود سفید پوش لوگ ہیں، ہمارا ملک بھی سفید پوش، ہمارا صوبہ بھی سفید پوش، سری لنکا بھی سفید پوش ملک ہے اس کو دیکھیں، انڈیا کی طرف دیکھیں ہمیں اپنی ایجوکیشن کو improve کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک آدھ منٹ دے دیں۔ میں ہیلتھ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں، میں انرجی کرائسز پر بات کرنا چاہ رہا تھا، ایگریکلچر پر بات کرنا چاہ رہا تھا، انڈسٹریز پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ انرجی کی وجہ سے ہمارا ایگریکلچر سیکٹر بھی down جا رہا ہے بلکہ down the drain جا رہا ہے، ہماری انڈسٹری بھی down جا رہی ہے اور آخری میری گزارش یہ ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے اس کی سوئی کرپشن پر اٹک جاتی ہے کہ پٹواری اور پولیس کو تبدیل کرنا ہے۔ ہمیں نیچے سے اوپر نہیں جانا چاہئے بلکہ ہمیں اوپر سے نیچے آنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب اوپر سے کرپشن ختم ہو گی تو بے چارے پٹواری یا پولیس والے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ کرپشن کرے گا؟ اگر ایک ضلع میں ایک ڈپٹی کمشنر، ڈی سی او یا ڈی پی او honest آ جاتے ہیں تو اس ضلع کا مقدر سنور جاتا ہے۔ ایک سڑک بنتی ہے، ایک سکول بنتا ہے، ایک ہسپتال بنتا ہے جو حکومت بناتی ہے تین سال بعد اس کی repairing start ہو جاتی ہے۔ جب ہم خود ایک چیز بنواتے ہیں، جب ہم اپنا گھر بنواتے ہیں، اپنی پرائیویٹ پراپرٹی بنواتے ہیں تو وہ پچاس پچاس سال کیوں چلتی ہے؟ یہ repairing والا کام ختم ہونا چاہئے، پہلے ہمیں اس پر emphasize کرنا چاہئے۔ پولیس کے فنڈز بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور کرائم بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ کہیں وہ وقت نہ آ جائے کہ جس طرح میرے بہت قابل احترام بھائی رانا ثناء اللہ خان نے کہا تھا کہ پنجاب اسمبلی کی اپوزیشن tiny opposition ہے، پولیس کا یہی کام نہ رہ جائے کہ تم tiny opposition کنٹرول کرو اور پنجاب کی ذمہ داری تم سے ہٹ جائے۔

Thank you very much.

جناب سپیکر: خان صاحب! بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ جوئیس روفن جولیس!
سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں سبطین صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے آپ کے سوال کا جواب دیں۔
جناب سپیکر: جی، وہ آپ خود لیں گے۔(قہقہہ)
مہربانی۔ جی، محترمہ!
محترمہ جوئیس روفن جولیس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس متوازن بجٹ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور خاص طور پر اقلیتوں کے حوالے سے جو فنڈز وزیر اعلیٰ نے ہمیں دیئے ہیں اس پر روشنی ڈالنا چاہتی ہوں۔ پچھلی دفعہ ہمارے پاس جو فنڈز تھے اس کے علاوہ بھی ہمیں جناب وزیر اعلیٰ نے صوابدیدی فنڈز دیئے، Block Allocation میں سے فنڈز دیئے، قبرستانوں کے لئے فنڈز دیئے، ان کی چار دیواریوں کے لئے فنڈز دیئے اور اس دفعہ بھی بجٹ میں خصوصی طور پر ہماری عبادت گاہوں کی تعمیر کے لئے، قبرستانوں کے خریدنے کے لئے ہمیں 21 کروڑ روپے کے ترقیاتی فنڈز دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان کا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اسلامی رواداری کا ثبوت ہے کہ انہوں نے مذہبی اقلیت کو، ان کی عبادت گاہوں کو اور ان کے قبرستانوں کو تحفظ دیا ہے۔ دوسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں وہ ہمارے تعلیم کے شعبہ کی ہے۔ انڈوومنٹ فنڈز میں سے پانچ فیصد اقلیتوں کے لئے مقرر ہے۔ جب پچھلی دفعہ میں نے وزیر اعلیٰ سے بات کی تھی کہ ہماری ہائر ایجوکیشن کے لئے آپ فنڈز دیں تو مریم سہیل ایک کنیئرڈ کالج کی لڑکی تھی جس کو وزیر اعلیٰ نے انڈوومنٹ فنڈز میں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا، نہ صرف اس کو بلکہ محکمہ تعلیم نے Christian بچوں کے ایف سی کالج اور کنیئرڈ کالج کے ریکارڈ منگوائے اور انہیں فون کر کے ان بچوں کے گھروں میں یہ فنڈز پہنچائے اور آج وہ بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں کہ 2۔ارب روپے جو قبرستانوں کی تعمیر کے لئے تھے جیسے ہمارے قائد حزب اختلاف نے کہا اس میں سے بھی ہمارے مسیحی قبرستانوں کی تعمیر کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ہمارا ایک المیہ ہے کہ جس وقت سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے مسیحی اقلیت تعلیم اور صحت کے شعبے میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ہمارے بانی پاکستان قائداعظم بھی مشنری اداروں کے پڑھے ہوئے ہیں لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمارے ادارے nationalize کر کے نہ صرف مسیحی اقلیت کو جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دیا بلکہ اس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے

کیونکہ غریب بچے ان مشنری اداروں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔اب میری وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے درخواست ہے کہ ہمارے بچوں کے لئے میڈیکل کالجوں میں،انجینئر نگ کالجوں میں،ٹیکنیکل کالجوں میں اس کے علاوہ نرسنگ کے شعبہ میں سیٹیں مختص کی جائیں اور ان کو پانچ فیصد کوٹا دیا جائے تاکہ جو گھاؤ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہماری ایجوکیشن پر لگایا ہے اس کو بھرا جائے۔ سابقا وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے بہت بڑی غلطی کی ہے لیکن اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمارے مسیحی بچے ایف ایس سی کی اتنی tuitions نہیں پڑھ سکتے،وہ afford نہیں کر سکتے ہیں جس طرح انہیں پانچ فیصد روزگار میں اور ہر محکمے میں نوکری دی ہے اسی طرح سے ہمارے بچوں کو میڈکل کالجوں میں تعلیم کے مواقع فراہم کئے جائیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس طرح سے صحت کے شعبہ میں نرسوں اور ڈاکٹروں نے پاکستان بننے کے بعد خدمات سرانجام دی ہیں ،ہمارے مسیحی بچوں کو مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ وہ ڈاکٹر بنیں، نرسوں کے شعبے میں جائیں،وہ اسی طرح پاکستان کی خدمت کرتے رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے محکمہ پولیس کی بھرتی میں پانچ فیصد اقلیتوں کا کوٹا مقرر کیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!خراج تحسین۔

محترمہ جوئس روفن جولیس:انہوں نے ایک خاکروب کے بچے کو،ایک غریب مزدور کے بچے کو موقع فراہم کیا کہ وہ ایک تھانے کے اندر جاکر تھانیدار بن کر بیٹھ سکتا ہے اور یہ ہمارے لئے ایک فخر کی بات ہے کہ ہمارے بچے اس وقت پولیس میں بھرتی ہو رہے ہیں لہذا اس وقت میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:اہم مسئلہ آپ نے پیچھے چھوڑ دیا ہے؟

محترمہ جوئس روفن جولیس:جناب سپیکر!بس ایک منٹ لوں گی۔ حافظ قرآن کے 20 نمبر ہیں اسی طرح سے ہماری مذہبی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارے مسیحی بچوں کو بھی یہ موقع دیا جائے کہ وہ چلیں زبور کی کتاب کے پچاس زبور زبانی حفظ کر لیں،ہر کلاس میں پانچ زبور حفظ کر لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،بہت مہربانی،آپ کی بات سن لی ہے۔۔۔

محترمہ جوئس روفن جولیس: ان کو کیتھولک چرچ جو کہ ہمارا ایجوکیشن کا اپنا بورڈ ہے، چرچ آف پاکستان کا بورڈ ہے وہاں وہ حفظ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 2013-14 کے حوالے سے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں ایک دو چیزیں جلدی جلدی بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ سب سے پہلے میں اس پر بات کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ کی طرف سے یہ جو اعلان کیا گیا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ اگر آپ Annual Budget Statement کا صفحہ نمبر 6,7,8 اور 9 دیکھیں تو اس پر آپ کو direct and indirect taxes کی مد میں جو رقوم ہیں وہ واضح طور پر نظر آئیں گی۔ Direct taxes کی مد میں 31 بلین روپے اور Indirect taxes کی مد میں 89 بلین روپے عوام پر ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ ٹیکس لگایا گیا ہے وہ Electricity duty پر ہے۔ جب کسی ایک چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کا اثر تمام چیزوں پر ہوتا ہے۔ اگر آپ اس ڈیوٹی کو دیکھیں تو 4 ہزار 9 سو 12 ملین روپے پنجاب کی عوام پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اب یہ کہنا کہ یہ بجٹ جو ہے یہ ٹیکس فری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب عوام کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ اس حوالے سے میں آپ کی وساطت سے request کروں گا کہ عوام پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے اس کو کم سے کم کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ جو پچھلے سالوں میں اس حکومت نے، جو موجودہ حکومت بھی ہے اس نے بنایا تو اس کی utilization of budget یعنی Annual Development Programme کے تحت اس کی جو utilization رہی ہے وہ کسی بھی حکومت کی کارکردگی جو ہوتی ہے اس کو وہ ناپنے کا، جانچنے کا ایک پیمانہ ہوتی ہے۔ اگر ہم 2009-10 کے بجٹ پر نظر ڈالیں تو اس کی allocation 175 billion rupees تھی جبکہ اس کی utilization 119 billion rupees ہوئی اور اس طرح سالانہ ترقیاتی پروگرام کی utilization صرف 68 فیصد ہوئی ہے۔ اسی طرح 2010-11 میں 196 بلین روپے مختص کیا گیا جس میں سے 94 بلین روپے utilize ہوئے اور 48 فیصد یعنی پچاس فیصد سے بھی کم اس کی utilization کی گئی۔ 2011-12 کے بجٹ میں 220 بلین روپے مختص کئے گئے، میں یہ عرض کروں گا کہ ایوان کے سامنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت volume تو بہت زیادہ show کر دیا جاتا ہے اور پنجاب کے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم آپ کے لئے بہت زیادہ ترقیاتی بجٹ رکھ رہے ہیں لیکن end

جب سال ختم ہوتا ہے تو پتا یہ چلتا ہے کہ 48 فیصد سے زیادہ اس فنڈ کی of the day utilization ہی نہیں ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کیا یہ عوام کے ساتھ ناانصافی نہیں کہ جس مقصد کے لئے ہمیں ان ایوانوں کے اندر بھیجا گیا اور یہ لوگ حکومتیں بناتے ہیں اس کے ثمرات نیچے تک جانے چاہئیں لیکن جب بندہ اپنی پوری competent team کے ساتھ میدان میں نہ اترے تو اس کے نتائج یہی نکلتے ہیں جو آپ کے سامنے میں نے بیان کئے ہیں۔ پھر 12-2011 کے اندر 220 بلین روپے کا بجٹ اور 136 کی utilization اور 62 فیصد یعنی صرف 62 فیصد اس کی utilization ہے۔ 13-2012 کے اندر 250 بلین رکھا گیا اور 137 بلین اس کی utilization ہوئی اور 55 فیصد ٹوٹل اس کی utilization ہے۔ ایک تو بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب آپ کے اندر بجٹ کو utilize کرنے کی اتنی capacity نہیں ہے تو پھر آپ عوام کو بیوقوف کیوں بناتے ہیں، کیوں اتنا بجٹ اسمبلی کے اندر پیش کیا جاتا ہے کہ عوام آس اور امید لگا کر بیٹھ جاتی ہے کہ ہمارے حکمران ہمارے ساتھ کچھ کریں گے۔ وہ ہمارے بچوں کے سکولوں کے لئے یا صحت کے معاملے میں کچھ کریں گے۔ اگر تو آپ کے پاس پیسوں کی کمی ہے پھر تو بات بنتی ہے کہ ہمارے resources limited ہیں لیکن اگر آپ کے resources ہیں اور آپ کے پاس وہ capacity نہیں ہے، وہ ٹیم نہیں ہے تو پھر میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ kindly آپ اپنی ٹیم کے اندر بہتری پیدا کریں، انہیں اختیارات دیں اور بیوروکریسی میں ایسے لوگ لے کر آئیں جو ایک معیار کو اپنے اپنے محکمے میں adopt کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں پر ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کا محکمہ جس کے تحت ہم یہ اُمید لگا کر بیٹھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کے اندر زیادہ سے زیادہ investment آئے گی، روزگار پیدا ہوگا، پڑھے لکھے نوجوان بچے اور بچیوں کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔ بڑے دُکھ کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ commercial activities کے لئے اپنے صوبے میں investment کو attract کرنے کے لئے، foreign investor کو لانے کے لئے کوئی واضح پالیسی نہیں بنائی گئی جس کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سال میں ہم اتنی jobs create کریں گے۔۔۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. Listen carefully please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آج کے دور کے اندر یہ بہت بڑی بات ہے کہ ہمارے offices میں سفارشوں کے انبار لگے ہوتے ہیں کہ ہمیں jobs دی جائیں۔ ڈویلپمنٹ بھی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع مہیا کئے جائیں تاکہ پڑھے لکھے نوجوان بچے اور بچیاں روزگار حاصل کر سکیں۔ ایک بہت ضروری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں dialysis centre کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ حکومت نے اس مد میں 30 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے اس کا بخوبی علم ہے۔ میں صرف تیس سیکنڈ کے اندر اپنی بات کو سمیٹوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: یہاں پر وزیر صحت بھی تشریف فرما ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ تمام ہسپتالوں کے اندر Dialysis Centres میں دس فیصد beds کا اضافہ کیا جائے۔ آپ کی مہربانی ہے کیونکہ لوگ ہمارے دفاتر میں آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سہولت نہیں ہے دوسرا ہمارے پاس پیسے بھی نہیں ہیں۔ جہاں آپ تنوروں اور سستی روٹی سکیم پر۔۔۔

جناب سپیکر: باقی باتوں کو چھوڑ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر ان سکیموں پر پیسا ضائع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں یہ گزارش کروں گا کہ لوگوں کو ایسی سہولت دی جائے جس سے وہ اپنا مفت علاج کروا سکیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: اس کے ساتھ ساتھ آخر میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پانچ فیصد اضافہ کر دیا جائے۔ آپ کا کچھ نہیں جائے گا ان کا شاید کچھ بن جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ دس فیصد سے پانچ فیصد کروانا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آپ نے جو دس فیصد بڑھایا ہے اس میں مزید پانچ فیصد اضافہ کر دیا جائے، کل پندرہ فیصد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، مہربانی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز، محترمہ فرزانہ بٹ اور محترمہ شاہ جہاں کی طرف سے "آپ کو بجٹ کا پتا نہیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آپ cross talk نہ کیا کریں۔ یہ مجھے پسند نہیں. This I tell you یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچوں پر میری جو یہ بہنیں بیٹھی ہیں ان کو تھوڑی سی ٹریننگ دلائیں تاکہ جب کوئی دوسرا بندہ بولے تو اس کی بات کے درمیان یہ بات نہ کیا کریں اور انہیں جس مقصد کے لئے اس ایوان میں بھیجا گیا ہے وہ مقصد پورا ہو۔

جناب سپیکر: ایک دوسرے کا احترام کیجئے۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، طارق مسیح گل صاحب!

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میرے معزز ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب! آپ سب کی خدمت میں خداوند کے قدوس نام میں سلام عرض کرتا ہوں۔ آج کے بجٹ اجلاس میں حصہ لینے کے لئے آپ نے مجھے اجازت دی ہے اس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آج میں نے اس ایوان میں پہلی مرتبہ پہنچ کر اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کو اپنی عوام تک پہنچانا ہے جس کے بل بوتے پر انہوں نے مجھے کرسچئین کمیونٹی سے اس ایوان کے لئے select کیا ہے۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں پاکستان کی اقلیتوں کا خیال رکھتے ہوئے، پاکستان میں رہنے والی مسیحی، ہندو، سکھ اور دوسری اقلیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں ہمارے لئے، ہمارے مذہبی تہواروں کے لئے، ہمارے چرچز کے لئے، ہمارے قبرستانوں کے لئے اور ہمارے کمیونٹی سنٹروں کے لئے ہمارا حصہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر! میں کل اس ایوان میں بیٹھا تھا تو میں نے اپنی ایک محترمہ بہن جس کا تعلق اپوزیشن سے ہے اسے اپنی تقریر میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ غریب کا بجٹ نہیں ہے، یہ مزدور کا بجٹ نہیں ہے تو میں اپنی بہن جو اس وقت تو شاید ایوان میں موجود نہیں ہیں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ درحقیقت یہ غریب کا بجٹ ہے، یہ مزدور کا بجٹ ہے۔اگر آپ سمجھنا چاہتی ہیں تو پھر اپنی کلائی پر پہنی یہ تیس لاکھ روپے کی گھڑی اتار کر اپنی آنکھ اور ذہن کو اس مزدور بہن کی طرف مائل کیجئے جیسے میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے حسینہ بیگم کو اس ایوان میں لا کر ایک مزدور کی شان کو اوپر کیا ہے اور اس نے اس جگہ پر آ کر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا بیٹا چھابڑی بان تھا، جو چھابڑی میں کیلے بیچنے والا ہے اس کی ماں کو اس ایوان میں پہنچا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مزدوروں کی فلاح کے لئے، مزدوروں کی بہبود کے لئے، مزدوروں کی ترقی کے لئے، مزدوروں کی خوشحالی کے لئے اور مزدوروں کے استحکام کے لئے بجٹ یہ عورت پیش کرے گی چونکہ یہ جانتی ہے کہ مزدوروں کو تکلیف کیا ہے؟ اس کو پتا ہے کہ جب ایک چھابڑی اٹھانے والا بچہ، ایک چھابڑی اٹھانے والا بوڑھا بزرگ چھابڑی اٹھاتا ہے تو اس کے سر سے بال کیسے گنجے ہوتے ہیں؟ وزن اٹھانے سے مزدور کے ہاتھ میں جو چنڈیاں پڑتی ہیں ان کے پاس یہ ثبوت موجود ہے۔میری اس پیاری بہن کو کیا پتا کہ مزدور کا بجٹ کس کو کہتے ہیں اور مزدور کہتے کس کو ہیں؟ جس کے پاس ایک کروڑ روپے سے زائد رقم کی گاڑی ہے، جو ایک کروڑ روپے سے زائد رقم سے گاڑی خرید کر اس ایوان میں پہنچی ہے، یہ جو چودھریوں کی پیاری بہن ہے اسے کیا پتا کہ مزدور کسے کہتے ہیں؟ مجھ سے پوچھئے جس کا باپ مزدور، جس کی ماں مزدور اور مزدوری کرتے کرتے مجھے ایجوکیشن دلوائی اور آج میں میاں محمد نواز شریف قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کی وساطت سے اس ایوان میں آیا ہوں تاکہ اپنے مزدور مسیحی بھائیوں، بہنوں اور بزرگوں کی اس ایوان میں آواز اٹھا کر یہ ثابت کروں کہ مزدور کو تکالیف کیا ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آج خلیل طاہر سندھو صاحب کا یہاں پر ہیلتھ منسٹر بننا بہت بڑی بات ہے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کا ٹائم پورا ہو گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: No comments آپ تشریف رکھیں۔

جناب طارق مسیح گل: قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک ایماندار، شریف اور محب وطن جناب خلیل طاہر سندھو کو صحت کی اضافی وزارت اس لئے دی ہے تاکہ یہ

دن رات محنت کر کے ان مزدوروں کا خیال رکھ سکیں۔ ان مزدوروں کی بھلائی کر سکیں جو ہسپتال میں جاتے ہیں تو ایک پرچی لینے کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان کی باری نہیں آتی۔ یہ میرے قائد کی تمام سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کیا کریں ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔اب میں ایجوکیشن پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا بجٹ ہے اس کا 26 فیصد بجٹ میرے قائد نے ایجوکیشن کی ترقی کے لئے دیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: interrupt نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ ان کو بولنے دیں۔

جناب طارق مسیح گل: اب اگر ان کو پریشانی ہے یا تکلیف ہے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ٹائم چیک کر لیں۔ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہوا ہے۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے اس بجٹ میں مسیحی بھائیوں کے لئے یوحنا آباد کی آبادی جو ایشیاء کی سب سے بڑی آبادی ہے اس آبادی کے لئے ایک گرلز سکول بنا کر مجھ پر، میرے بھائیوں پر اور میری مسیحی قوم پر ایک احسان کیجئے گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے قائد خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں، bell ہو چکی ہے، آپ بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھ جائیں بڑی مہربانی -

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر
نواز شریف زندہ باد اور شیر آیا شیر آیا کے نعرے لگائے)

(معزز خواتین ممبران حزب اختلاف نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر
عمران خان زندہ باد کے نعرے لگائے)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House. Order in the House. I say order in the House. I say order in the House.

جناب محمد وحید گل: یہ درمیان میں بات نہ کریں، نہیں تو ہم بھی کسی کو بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: گل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ گل صاحب آپ تشریف رکھیں۔
Order in the House, order in the House, order in the House. Order in the House. Order please. Order, order in the House.

آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: اگر یہ interrupt کریں گے تو پھر ہم بھی بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: کل جب میں بولوں گی تو پھر مجھے بھی زیادہ ٹائم دینا۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو رہا ہے؟ آپ کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ وہ بولتے ہیں تو ان کو اپنی بات کرنے دیں۔ آپ بھی بات کرنا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! Order please. Order in the House.

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No sir محترم آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ نے اس ایوان کو چلانا ہے اس کے لئے آپ نے کچھ parameters بنائے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: آپ نے تقریر کے لئے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے لئے پانچ منٹ مختص کئے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ بجٹ پر تجاویز کے لئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار محترمہ رخسانہ کوکب، محترمہ نسرین نواز اور محترمہ مدیحہ رانا اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر بات کرنے لگیں)

جناب سپیکر! اب آپ خود اندازہ لگالیں۔

جناب سپیکر: Order please محترمہ! اس بات کو جانے دیں، آپ کی مہربانی ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تماشا نہ بنیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب آپ نے دونوں طرف کے بنچوں کو پانچ پانچ منٹ دیئے ہیں تو اس چیز کو مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے پانچ منٹ بجٹ پر تجاویز کے لئے دیئے ہیں نہ کہ کسی بھی لیڈر کے بارے میں قصیدے پڑھنے کے لئے دیئے ہیں۔ اگر دیئے ہیں تو پھر ہم بھی شروع کر دیتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے انصاف کرنا ہے اور انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی directly کسی کی قیادت کو بُرا بھلا کہے گا چاہے وہ ادھر سے ہو یا اُدھر سے تو میں اس کا نوٹس لے کر اُسے باہر نکال دوں گا۔ This I tell you. اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں نے اپنے قائد کی تعریف کی ہے۔ میں نے کسی کے قائد کو بُرا بھلا نہیں کہا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ذہن میں رکھیں کہ آج آپ کی غیر جانب داری کا امتحان ہے۔ اگر آپ نے آج اس چیز کو دفن کر دیا تو پھر حزب اختلاف کے بنچوں سے آپ امید نہ رکھیں کہ ہم حزب اقتدار کے ممبران کو بات کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کریں۔ I tell you that I can use my powers as well. آپ ایسے نہ کریں۔ رانا ارشد صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ ایوان کو کیسے نہیں چلنے دیں گے اور یہ ایسی بات کس طرح کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کیسے بول رہے ہیں اور کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ آپ بیٹھ جائیں۔

محترمہ رخسانہ کوکب: یہ ہمیں بات کرنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اگر حزب اختلاف کے ممبران اسی طرح شور کریں گے تو پھر ایوان نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ مجھے ایوان چلانا آتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ یہ ایوان کو کیسے نہیں چلنے دیتے؟ Order please. Order in the House.

جناب محمد وحید گل: یہ ایوان کو چلنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ حضرت صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

بیٹھ جائیں۔ بات سنیں۔ مولانا! آپ کیا کرتے ہیں، یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ جناب! میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں اور میری بات سنیں۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ Order please. Order in the House. دیکھیں، حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں غور سے سُن لیں۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! میں آپ کو باہر نکال رہا ہوں۔ ان کو باہر لے جائیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کو کوئی ادب آداب آنا چاہئے۔ مولانا صاحب! ایسے بات نہیں چلے گی۔ I can throw you out. Be careful.

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! سچ سننے کے لئے دل بڑا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ تشریف رکھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو معزز ممبر اپنی بات کرنا چاہے اس پر کسی قسم کی قدغن تو نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ اپنی بات نہ کرے لیکن اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کیجئے۔ ایک دوسرے کی قیادت پر تنقید نہ کریں۔ ایڈوائزری کمیٹی میں جو فیصلہ ہوا ہے اس پر عمل کریں۔ اس میٹنگ میں تمام پارلیمانی لیڈر صاحبان، قائد حزب اختلاف، ہمارے وزیر قانون اور دیگر وزراء صاحبان بھی موجود تھے تو اس میٹنگ میں ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھنا نہیں ہے اور ہم نے اس ایوان کو اچھے طریقے سے چلانے کی کوشش کرنی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو عوام یا دنیا میں بدنام نہیں کرنا۔ آپ اگر اس قسم کی حرکات کرتے ہیں تو اتھارٹی یا Chair پر جو بیٹھا ہوتا ہے اس کے پاس کچھ اختیارات تو ہوتے ہیں اس لئے مہربانی فرمائیں۔ میں اکثر گریز کرتا ہوں لیکن اگر آپ اس طرح کی حرکات کریں گے تو پھر مجبوراً مجھے اپنے اختیارات استعمال کرنے پڑیں گے اور میں چاہتا ہوں کہ ایسی نوبت نہ آئے۔ آپ تمام میرے لئے معزز ممبران ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام ہم سب پر واجب ہے۔ ہماری بہنیں جو ادھر یا اُدھر بیٹھی ہیں ان سب کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے اور باوقار طریقے سے اس ایوان کی کارروائی کو چلانا چاہئے۔ یہ میں آپ سے appeal کر رہا ہوں۔ جہاں تک وقت کا تعلق ہے تو پارلیمانی لیڈر

صاحبان کے علاوہ باقی سب معزز ممبران کے لئے ہم نے طے کیا تھا کہ پانچ منٹ وقت دیا جائے گا اگر کوئی معزز ممبر اس سے زیادہ وقت لینے کی کوشش کریں گے تو پھر وہ اس ایوان کے ساتھ زیادتی کریں گے اس لئے مہربانی فرمائیں اور اپنے طریقے کو اچھا کیجئے۔ آپ کی باتیں پریس سُن رہا ہے اور بین الاقوامی سطح پر تمام دنیا بھی آپ کو دیکھ رہی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ آپ ایک مہذب معاشرے کے معزز ممبران ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں عوام نے آپ پر اعتماد کر کے یہاں اس ایوان میں بھیجا ہے۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے تو اپنے اعزاز کو قائم رکھئے۔ بہت شکریہ

اب میں floor محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کو دے رہا ہوں۔ کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! وہ موجود نہیں ہیں لہذا ان کی جگہ ہمارے کسی اور ساتھی کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کی جگہ کسی اور کو موقع نہیں ملے گا۔ محترمہ مہوش سلطانہ صاحبہ!

محترمہ مہوش سلطانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کرتی ہوں جس نے ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن)، ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ہم سب کو اتنی بڑی کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان کے معزز ممبران سے مخاطب ہونے کا موقع دیا۔ بجٹ چاہے کسی تنظیم، ادارے یا حکومت کا ہو وہ اس کے مستقبل کے عزائم اور ارادوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس وقت ہماری قوم کو جن مشکلات کا سامنا ہے مجھے پورا یقین ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور حکومت اس سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے اتنی مختصر مدت میں 14-2013 کا متوازن اور قابل عمل بجٹ پیش کیا۔ مجھے مزید یقین ہے کہ انشاء اللہ اس بجٹ پر مکمل عمل درآمد بھی ہو گا جیسا کہ خادم اعلیٰ نے اپنے گزشتہ دور میں کئی محاذوں پر ناممکن کو ممکن بنایا جو کہ بہت زیادہ قابل تعریف اور قابل تحسین ہے۔ پنجاب کی مثالی ترقی ان کی دیانت اور امانت کی آئینہ دار ہے۔ اس بات کی گواہ صرف پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر حکومت نے اسے مثالی قرار دیا ہے۔

جناب سپیکر! تمام ممبران نے بجٹ تقریر سنی ہے اور بجٹ کا مطالعہ بھی کیا ہو گا لہذا میں اعداد و شمار میں پڑ کر ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ صحت،

توانائی، معیشت کی بحالی، انفراسٹرکچر، سڑکوں کا جال اور اس کے ساتھ ساتھ دانش سکول، پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ، تمام سکولوں میں missing facilities کو مکمل کرنا، سکول کونسلوں کا قیام، وظائف، مفت کتابوں کی تقسیم، پنجاب ایجوکیشن فاونڈیشن کا قیام، آئی ٹی کے فروغ کے لئے آئی ٹی لیبارٹریوں کا قیام، 87 نئے کالجوں کی تعمیر، یونیورسٹیوں کا قیام، خواتین یونیورسٹی کی تعمیر، Knowledge City, Knowledge Park, Technology City, Digital Lab اور خصوصی طور پر پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کا قیام انقلابی اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ہی vision ہے کیونکہ یوتھ اور یوتھ کے مسائل کو ان سے بہتر اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ خادم اعلیٰ نے اپنا focus غریب نوجوانوں پر رکھا۔ ان کے لئے لیپ ٹاپ، PEEF اور اُجالا سکیم جیسے پروگرام شروع کئے کیونکہ ان کا تعلیم اور دیگر سہولتوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی امیر طالب علم کا۔ اس کے علاوہ فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں میٹرو بس کا اجراء ایک اہم ترین منصوبہ ہے اور ان کی افادیت ان غریب ڈیڑھ لاکھ لوگوں سے پوچھیں جو لاہور میں روزانہ اس پر سفر کر رہے ہیں اور باعزت طریقہ سے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم female members کا کوئی مخصوص حلقہ انتخاب نہیں ہوتا، ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے۔ میں اس سلسلہ میں کوئی تجویز دینے سے پہلے آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ خواتین ممبران کو بھی کام کرنے کے یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔ میرا تعلق پاکستان کے بازوئے شمشیرِ زن ضلع چکوال سے ہے۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ شہیدوں اور غازیوں کی سرزمین کو ایک خواتین یونیورسٹی عطا کی جائے تاکہ ہمارے ضلع کی بچیاں بھی قومی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ آپ notes تو لے سکتی ہیں لیکن آپ لکھی ہوئی تقریر یہاں پر نہیں پڑھ سکتیں۔

محترمہ مہوش سلطانہ: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب کا تقریباً آدھا بجٹ ترقیاتی کاموں کے لئے مختص ہے اور ظاہر ہے کہ بجٹ کا اہم کام بجٹ کی implementation ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے گزشتہ ادوار میں خدمت کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں تو اگر اُن کمیٹیوں کو دوبارہ سے بحال کیا جائے تو میں اُمید کرتی ہوں کہ اُس سے ترقیاتی کام زیادہ بہتر طریقہ سے انجام دیئے جا سکیں گے۔ اگر یہ ایوان مناسب سمجھے تو میری ایک اور تجویز ہے کہ انگلینڈ میں

e-petition کے نام سے ایک web page write ہے جس پر لوگ اپنی شکایات درج کرتے ہیں اور اگر اُس کو ایک لاکھ لوگوں کے signatures مل جائیں تو وہ مسئلہ House of Commons میں discuss کیا جاتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں بھی وہ طریق کار apply کریں وہ web page بنایا جائے اور اگر ایک لاکھ لوگ یا آبادی کے حساب سے لوگ اُس کو signature کر دیں تو وہ مسئلہ یہاں پر discuss کیا جائے تو اس سے یہ ہوگا کہ ایک عام آدمی کا پنجاب اسمبلی، وزیر اعلیٰ اور ہمارے وزراء پر direct access ہو جائے گا۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ کو بہت زیادہ مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پنجاب میں تقریباً 36/35 محکمے ہیں آپ خود انصاف کیجئے کہ کیا پانچ منٹ میں کوئی ممبر بجٹ پر تجاویز دے سکتا ہے، جو واقعی بجٹ پر بولنا چاہے۔ آپ کا اختیار ہے اور آپ نے میری انتہائی اہم تجاویز کو بھی bulldoze کیا۔ میں یہ نہیں کہتا، تجاویز اُدھر سے آئیں یا اِدھر سے آئیں لیکن پانچ منٹ میں بجٹ پر کبھی کوئی تقریر ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی کسی نے بجٹ پر بولنا ہے۔ آج اس بات کو سوچئے گا ضرور۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جب یہ فیصلہ ہوا تھا تو آپ کے لیڈر صاحبان بھی درمیان میں تھے۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، تھوڑا سا اور بھی میرا خیال رکھئے جیسے آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور جیسے ہم آپ کے under آتے ہیں تو ہم kindly feel discrimination نہ کریں اور میں اپنی حزبِ اقتدار کی بہنوں سے request کروں گی کہ ہم آپ کی بہنیں ہیں اور ہم نے اس ایوان کو مل کر چلانا ہے، چاہے ہم اِن بنچوں پر ہیں، چاہے اُن بنچوں پر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

I am so sorry. اگر میرے کسی act سے اُن کا دل دُکھا ہو اور میں اُن سے بھی یہی اُمید رکھتی ہوں کہ throughout اس Session میں اور اگلے آنے والے Sessions میں ہمارے ساتھ بھی اُن کا روّیہ ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں خواتین کی بہبود کے لئے 11۔ارب روپیہ مختص کیا گیا جو میرے خیال میں ہمارے لئے بہت ہی ناکافی ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ request کروں گی کہ مہربانی فرما کر یہ رقم دُگنی کر کے ہمارے اوپر عنایت کیجئے۔ عورتیں بھی اسی ملک کی شہری ہیں۔ ہمیں بھی ترقی چاہئے اور ہمیں بھی آپ کے شانہ بشانہ کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا بجٹ میں بھی ذکر ہے۔ میرا تعلق جہلم سے ہے اور وہاں پر دس سال سے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی تختی لگی ہوئی ہے اور وہ نامکمل ہے۔ اُس سے حکومت کو 6.5۔ارب روپیہ کا ریونیو آ سکتا ہے اگر آپ اُس سکیم کا افتتاح کر کے اُسے چالو کر دیں۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے request کرنا چاہوں گی کہ شہید وہ ہوتے ہیں جو سر دھڑ کی بازی لگا کر ہماری جانیں بچاتے ہیں، اس ملک پر قربان ہوتے ہیں خاص طور پر محکمہ پولیس کے شہیدوں کے لئے مہربانی کر کے اُن کے لئے اتنا کچھ کر دیجئے کہ بعد میں اُن کے بچے بھیک نہ مانگیں اور اُن کی بیوائیں سڑکوں پر روتی نہ پھریں۔

جناب سپیکر! بہت ہی ادب کے ساتھ گزارش کروں گی کہ یہ ہمارا بھی ملک ہے اور یہ وزیراعلیٰ کا بھی ملک ہے۔ میرا علاقہ اسی پنجاب میں آتا ہے۔ اللہ انٹرچینج پر آج سے پانچ چھ سال پہلے ایک انڈسٹریل ایریا منظور ہوا تھا کیا وہ صرف میرا علاقہ ہے؟ وہ اس ملک کا علاقہ ہے، وہ وزیراعلیٰ کا علاقہ ہے اور وہ پنجاب کا علاقہ ہے اگر وہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ بن جاتی تو موٹروے کی دونوں طرف کے کتنے لوگوں کو روزگار ملتا۔ چائنا والوں نے ہمارے ساتھ co-operate کیا وہ وہاں پر انڈسٹری لگانے کو تیار تھے۔ براہ مہربانی اُس پراجیکٹ کو فوراً شروع کیا جائے۔ ہمارے نہایت قابل احترام وزیراعلیٰ صاحب پانچ سال پہلے جہلم تشریف لائے تھے اور ایک گرین بیلٹ بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پراجیکٹ سات کروڑ روپیہ سے شروع ہونا تھا، اُس پراجیکٹ کے لئے مشینیں آئیں، لوگ آئے اور وہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ میری request ہے کہ اُس پراجیکٹ کو ADP میں ڈالا جائے اور اُس پر کام شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جہلم کا زیادہ تر علاقہ بنجر پڑا ہوا ہے۔ سب سے بڑی نمک کی کان جہلم میں ہے وہاں سے پورا پاکستان نمک کھاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس نے ایک دفعہ کسی کا نمک کھا لیا وہ ہمیشہ حلال کرتا ہے۔ ہمارا نمک تو پورا پاکستان کھاتا ہے اور ہمارے ساتھ

discrimination کیوں؟ جہلم کی زمینیں بنجر پڑی ہوئی ہیں۔ آپ لوگوں نے بجٹ میں ایگریکلچر کے حوالہ سے ہمارے لئے کیا رکھا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

آج سے تیس سال پہلے جلال پور سے کندووال تک ایک نہر شروع کی گئی۔ میری humble request ہے کہ اُس نہر کو مکمل کیا جائے تو وہاں کے سارے لوگ آپ کے لئے دعا گو ہوں گے۔ وہاں پر تختی چاہے کسی کے نام کی ہو لیکن وہاں پر میرے لوگوں کے کام ہونے چاہئیں کیونکہ ہمیں تختیاں نہیں بلکہ کام چاہئیں۔ سیلاب آتا ہے تو جہلم تباہ ہو جاتا ہے۔ آپ وزیر خزانہ کو in order کریں کہ وہ میری باتیں سُنیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ آپ کی باتیں نوٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج سے پانچ سال پہلے ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے کھیوڑا میں ہسپتال بنانے کا اعلان کیا جو آج تک صرف اعلان ہے۔ میری آپ سے، اس ایوان سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی درخواست ہے کہ میرے جہلم کو تباہ ہونے سے بچائیں وہاں ہسپتال چاہئیں، بچیوں کے لئے یونیورسٹیاں چاہئیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے صرف آدھ منٹ کی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے C.M House کو I.T University بنانے کا اعلان کیا تھا۔ میں انہیں صرف یہ یاد دہانی کرانا چاہتی ہوں۔ Thank you

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں 14-2013 کا بجٹ پڑھنے اور پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وقت کی قید کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف تین چار تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج 2013 کے اندر بھی یقیناً یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان کے اندر اور اسی طرح باقی صوبوں اور پنجاب میں آج بھی سینکڑوں سکول ہیں جن میں missing facilities اور ghost schools کے حوالے سے رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس بجٹ کے اندر یقیناً جو احسن اقدام کیا گیا ہے اس میں سب سے پہلے جو ایک ارب روپیہ missing facilities کے لئے رکھا گیا ہے وہ سکول مینجمنٹ کمیٹیوں کے ذریعے خرچ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج بھی ہمارے ہاں ہزاروں سکول ایسے ہیں جن کی مینجمنٹ کمیٹیاں نہیں بنی ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ پنجاب میں non salary budget کے نام سے ایک فنڈ متعارف کرایا گیا ہے جس میں 3۔ ارب 50 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو پنجاب کے اندر missing facilities کے حوالے سے استعمال ہوگی۔ اس کو بھی ہم سکول کونسلوں کے ذریعے خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہوگی کہ ان سکول کونسلوں کی کوئی نہ کوئی قانونی شکل ضرور بنی چاہئے کیونکہ تقریباً 4.5۔ ارب روپے کی بہت بڑی رقم ان کے ذریعے خرچ ہونے جا رہی ہے۔ اس رقم کو جو سکول کونسلیں خرچ کریں گی ان کی ایک قانونی شکل ہونی چاہئے اور اس کے علاوہ اس چیز کو بھی make sure کیا جائے کہ کیا ان سکولوں کو جنہیں پیسے دیئے جا رہے ہیں ان کے اندر سکول کونسلیں موجود ہیں یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے تقریباً 7۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے ایک سرکاری سکول میں ایک بچے کی تعلیم پر حکومت پنجاب تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ خرچ کرتی ہے جبکہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن چار سو روپے کے اندر یہ سہولت پرائیویٹ سکول کے ذریعے مہیا کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر میں جہاں پرائیویٹ ownership زیادہ ہوتی ہے وہاں بہتر کام ہوتا ہے۔ اگر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن چار سو روپے سے پنجاب کے بچوں کو یہ تعلیم دے سکتے ہیں اور جس کے پروگراموں کو باہر کی ایجنسیوں نے سراہا بھی ہے، ان کے بجٹ کو دگنا کرنا چاہئے اور ان کے ذریعے ہمیں پنجاب کے اندر پرائمری اور مڈل ایجوکیشن کو فروغ دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایجوکیشن کا جو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ ہے اس میں کمی کرنے کے لئے ہمیں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو مزید مضبوط کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ بڑے گھروں پر ٹیکس کی بات ہوئی ہے۔ یہ فیصلہ یقیناً قابلِ تحسین ہے اور یہ ٹیکس لگنے چاہئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگانے

کی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ posh areas میں یہ ٹیکس لگائے جائیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس فیصلے کو review کرنا چاہئے۔ یہ فیصلہ یقیناً مشکل ہے کہ پنجاب میں یہ ٹیکس دو یا تین بڑے شہروں میں لگے گا اور ان میں بھی ایسے posh areas ہیں جو کنٹونمنٹ بورڈ اور کینٹ کا حصہ ہیں جہاں پر حکومت پنجاب ٹیکس بھی وصول نہیں کر سکتی۔ اس کو categorize کرنے کے لئے کہ posh area کون سا ہوگا اور کون سا نہیں ہوگا یہ ایک مشکل اقدام ہے اس کے علاوہ بہت تھوڑی تعداد ہے جس کے لئے ہم بہت بڑا متنازعہ کام کرنے جا رہے ہیں اس لئے پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس کو review کرنا چاہئے، چاہے وہ posh area میں ہیں یا نہیں ہیں اس لئے اس ابہام میں جانے کی بجائے اس ٹیکس کو review کیا جائے اور پانچ مرلہ کے گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی طرف سے ایک بڑا احسن اقدام کیا گیا ہے کہ ہیلتھ انشورنس کارڈ پنجاب کے چار اضلاع میں متعارف کرایا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان چار اضلاع کا یقیناً پسماندگی کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایک عام آدمی جو پنجاب کے کسی بھی حصے میں رہتا ہے اس کے لئے ہیلتھ کے مسائل تو ہیں اس لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء کیا جا رہا ہے اس طرح کی ملتی جلتی سکیمیں پوری دنیا میں چل رہی ہیں۔ اس کے لئے تقریباً 4۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس کو بڑھانا چاہئے اور اسے پنجاب کے صرف چار اضلاع میں نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اضلاع کے اندر اس سکیم کو متعارف کرانا چاہئے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے اس لئے اس بارے میں بھی review کیا جائے، اس کے بجٹ کو بڑھایا جائے اور کم از کم پنجاب کے اٹھارہ اضلاع کے اندر اس سکیم کا اجراء ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ایک اور بڑا اچھا کام کیا گیا ہے کہ وزراء کی صوابدیدی گرانٹ اور furnishing گرانٹ بھی ختم کر دی گئی ہے۔ میں اس پر ان کے ساتھ ہمدردی بھی کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ پنجاب نے اس حوالے سے بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو علیحدہ علیحدہ مبارکباد بھی دے دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس اقدام کو سراہتا ہوں چونکہ چاروں صوبوں میں پنجاب حکومت اور وزراء نے پہل کی ہے۔ یہ ایک احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں public safety اور پولیس کے حوالے سے بات کی ہے۔ آج بھی پنجاب پاکستان کا واحد صوبہ ہے جس کے اندر پانچ سے چھ روپے فی شخص سکیورٹی کے حوالے سے

خرچ ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً پولیس کے اندر بہتری کی گنجائش ہے اس کے لئے ہمیں سکیورٹی کے حوالے سے اس بجٹ کو بھی بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! آخری بات کروں گا کہ یہاں کل یا پرسوں میرے کسی دوست نے بات کی تھی کہ میٹرو بس کی بجائے ہمیں ring road اور اس طرح کی بڑی roads پر بجٹ لگانا چاہئے اور میٹرو بس پر صرف ایک فیصد لوگ سفر کرتے ہیں تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر صرف لاہور کی بات کریں تو لاہور کے اندر بارہ فیصد سے زائد لوگوں کو گاڑی کی سہولت میسر نہیں ہے۔ آج بھی میٹرو بس پر سوا لاکھ سے زائد مسافر روزانہ سفر کرتے ہیں اس لئے حکومت کی ترجیح یہی ہونی چاہئے کہ ہمیں وہ لوگ جنہیں گاڑی کی سہولت میسر نہیں ہے اور جنہوں نے بسوں پر سفر کرنا ہے ان کو زیادہ سے زیادہ facilitate کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب وحید احمد ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈوگر صاحب!

جناب وحید احمد ڈوگر: جناب سپیکر! آپ کی ruling چاہئے کہ کیا بجٹ بنانا حکومت کا کام ہے یا اسمبلی کا ہے؟ اگر اسمبلی کا کام ہے تو کیا بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے پانچ منٹ ہر ممبر کے لئے کافی ہیں؟

جناب سپیکر: ہماری مجبوری ہے۔ ہم نے بجٹ پر بحث کے لئے کم از کم چار دن رکھے ہیں۔ آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ یہ کسی کی وراثت تو نہیں ہے کہ چند بندوں کو کہہ دیں کہ آپ بول لیں باقی اپنے گھر کو جائیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اب میں ملک محمد احمد خان صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ بجٹ پر تقریر کریں۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا۔ یہ بجٹ جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کے خد و خال بڑے واضح ہیں۔ یہ غریب پرور بھی ہے اور متوازن بھی ہے۔ اس بجٹ میں یہ بات بھی طے ہے کہ چیف منسٹر کے اپنے vision میں وہ جو پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کرنا چاہتے ہیں وہ ساری چیزیں ہیں جو ایک متوازن بجٹ کے لئے کہی جا سکتی ہیں۔ میں اس بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں بنیادی بات جو بہت ضروری تھی جس کو وزیر خزانہ نے address کرنے کی کوشش بھی کی ہے اور کافی حد تک

طے بھی ہوئی ہے کہ sources of implementation جو سکیموں کے لئے دیا گیا ہے۔ اب پہلی چیز جو اس ایوان کے اندر sense بھی آ رہی ہے اور لاء منسٹر سے بھی ہم نے request کی کہ یہ ایک طے شدہ بات ہے جس کو آپ کے سامنے شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی point out کیا کہ بجٹ بنانا حکومت کا کام نہیں بلکہ حکومت کا کام بجٹ propose کرنا ہے اور بجٹ پر تجاویز دینا اور پاس کرنا اس ایوان کا کام ہے جو دو segregated portions ہیں۔ بجٹ پیش کرنے اور ایوان کے اندر lay کرنے کی responsibility وزیر خزانہ کی تھی جنہوں نے بڑا متوازن بجٹ propose کر دیا جو آپ کے سامنے بھی آ گیا ہے۔ اب پورے سال کی receipts کیا ہوں گی، ان کے اخراجات کیا ہوں گے یعنی پورے ایک سال کے بجٹ کے لئے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر بات کرنے کے لئے آپ کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جو پانچ منٹ agree کئے گئے وہ بہت کم ہیں لہذا میں اپنے حلقہ کی تجاویز دینے کے لئے یہ پانچ منٹ ناکافی سمجھتا ہوں۔ اس پورے بجٹ پر بات کرنا اور پانچ منٹ میں بات کرنا اس کا آپ خود اندازہ کیجئے گا۔ پہلے نمبر پر یہ کہ گورنمنٹ کے 35 شعبے جن کے اندر مثال کے طور پر ایک proposal رکھی گئی ہے کہ 200 کروڑ روپیہ Service Facilitation Centres کے لئے دیا جائے گا جو بہت اچھی تجویز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کا vision ہے کہ عوام کو کم سے کم تکلیف ہونی چاہئے اور one-window operation کے ذریعے عوام کے جو documents کے حصول کے متعلق مسائل ہیں وہ حل ہونے چاہئیں۔ اب 200 کروڑ روپیہ رکھ کر one-window operation کا step لینا کہ اگر کسی نے ڈومیسائل لینا ہو گا تو وہ Facilitation Centre میں جا کر لے سکتا ہے۔ اب میں اس پر آپ کو اپنی proposal دینا چاہوں تو پانچ منٹ اس کے لئے ناکافی ہیں کیونکہ پانچ منٹ میں وہ proposal نہیں دی جا سکے گی۔ اب پانچ منٹ میں میرے پاس جو mandate ہے اس کے اندر رہتے ہوئے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے سامنے comparative studies ہیں جسے آپ اپنے سامنے رکھ لیں کہ انڈیا کا صوبہ آندھرا پردیش جس کا چندر بابو نائیڈو چیف منسٹر ہے جو دو دفعہ repeatedly اپنے آفس میں واپس آتا ہے، incumbency کا factor اُس کو hit نہیں کرتا اور وہ وہاں پر اپنا ایک پروگرام دیتا ہے کہ میں نے اپنے شہر حیدر آباد کو welcome کر لیا ہے اور بنگلور کو to bring in the foreign investments good bye کر دیا ہے۔ اب وہ پروگرام لے کر جب آئندہ الیکشن مہم میں جاتا ہے تو تیسری دفعہ جیت کر واپس آتا ہے۔ ایک حیدر آباد اور بنگلور شہر پورے ہندوستان کی تاریخ میں export of I.T experts, I.T Universities، کمپیوٹر کی دنیا کے اندر ایک انقلاب، Bill Gates کا

حیدر آباد اور بنگلور میں جانا اور وہاں پر American investments کا آنا مثال ہے۔ان دونوں شہروں حیدر آباد اور بنگلور کے بارے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ پوری دنیا کی I.T کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کا جو vision ہے کہ لاہور، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کو at power رکھ کر ان کے اندر ترقیاتی سکیمیں اس طرح سے دی جائیں کہ یہ چمکتے دمکتے شہر باہر کے لوگوں کو invite کریں اور اس میں ایک منطق ضرور ہے کیونکہ دنیا میں یہ فارمولا try بھی ہوا اور کامیاب بھی ہوا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے جو بجٹ رکھا گیا وہ بہت اچھا ہے۔ابھی میاں نصیر صاحب سکول کونسلوں کی بات کر رہے تھے تو اب اگر سکول کونسلوں کی پوری شکل کو اس کے پورے خدوخال کو واضح کرنا ہوگا، اس کی formulation دینا ہوگی اور بطور ممبر پنجاب اسمبلی میں یہ سمجھوں کہ میں اپنی کچھ تجاویز میاں صاحب کی تجویز کے ساتھ link کر دوں تو حضور پانچ منٹ پھر بھی کم ہیں۔

جناب سپیکر: اب ایک رونے کو چھوڑ دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں کیسے چھوڑ دوں؟ میں نے ایک سرسری بات کرنی ہے جو میں آپ کے سامنے کر کے جا رہا ہوں۔یہ پنجاب اور پاکستان کی تاریخ کا ایک خوبصورت document ہے جو آپ کے سامنے آیا ہے۔اس پر اگر عملی جامہ پہنا دیا جائے تو یقین کریں کہ اس سے بہتر بجٹ نہیں آ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ٹائم ابھی رہتا ہے اور میں گھڑی پر گنتے جا رہا ہوں کیونکہ ابھی 180 سیکنڈ ہوئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو Service Facilitation Centres کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اس کو ایک پائلٹ پراجیکٹ کے نام پر تین بڑے شہروں میں لے جائیں۔ Service Facilitation Centres اگر یونین کونسل کی سطح پر آ جائیں گے تو بہت بہتر نتائج مل سکتے ہیں۔آپ پٹواری کلچر کا خاتمہ بھی تب ہی کر سکتے ہیں اگر اس کو ایک ambit میں لے آئیں گے۔ وہاں پر job centres کی creation کہ وہاں پر کتنے لوگ ہیں جن کو job کی ضرورت ہے۔۔۔ جناب! آپ کا میری طرف دیکھنا ہی کافی ہے۔کیا مجھے بولنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ تو اصول کی بات ہے۔

ملک محمد احمد خان: جی، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں پانچ منٹ میں تھوڑی سی بات ہی کروں گا کیونکہ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ میں زراعت کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ یہاں ہمارے بہت سے بھائی بیٹھے ہیں جو زراعت سے belong کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے صوبائی سطح پر زراعت کے لئے 13۔ارب روپے رکھے ہیں اور یہ 13۔ارب روپے زراعت کے لئے اس طرح ہیں جس طرح ایک مونگ پھلی کا دانہ ہو کیونکہ ہمارا صوبہ زراعت پر ہی base کرتا ہے۔ آپ نے water resources کے لئے پیسے رکھے ہیں تو ہمارے ایریا میانوالی، بھکر، خوشاب اور سرگودھا سے دوست یہاں بیٹھے ہیں تو ہمارا وہاں بڑا مسئلہ پانی کا ہے اور جب ہمارے پاس پانی ہوگا تو water resources استعمال کریں گے۔ پختہ کھالے ضرور بنیں لیکن ہمارے ہاں ٹیوب ویلوں کی depth چار سے پانچ سو فٹ ہے اور ٹربائنیں لگی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے یہ گزارش کریں گے کیونکہ مرکز میں بھی آپ کی گورنمنٹ ہے تو ہمیں بجلی پر subsidy دی جائے۔ چونکہ ہمارے ایریا سے تعلق رکھنے والے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ شاید کسی وجہ سے آپ سے یہ نہ کہہ سکیں لیکن ہمارے لئے یہ سب سے بڑی پریشانی ہے لہذا ہمیں ٹربائنوں پر subsidy دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے ان تین چار اضلاع میں دوسرا بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے۔ وہاں پر 50 سے اوپر temperature ہوتا ہے تو جب آپ اُدھر جائیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس وقت لوگوں کے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ تمام ٹربائنیں آپ کی لوکل گورنمنٹ کے ماتحت آتی ہیں جو وہاں خراب پڑی ہیں۔ میں آپ کے اور وزیر خزانہ کے توسط سے گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ ہماری ٹربائنوں اور واٹر سپلائی کے بارے میں لوکل گورنمنٹ کو ہدایت جاری کریں۔ آپ نے ایگریکلچر ٹیکس کے بارے میں بات کی ہے کہ 1997 اور 2001 میں ایک amendment ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات میں نے نہیں بلکہ منسٹر صاحب نے کی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اب ایگریکلچر ٹیکس کے بارے میں واضح کیا جائے کیونکہ ہم زمیندار تو پہلے ہی ٹیکس دے رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا ساڑھے بارہ ایکڑ کا نعرہ تھا اور وہی چل رہا ہے لیکن آج تو پچاس ایکڑ والا زمیندار بھی غربت کی لکیر پر ہے لہذا ہمیں تھوڑا سا یہ بتایا جائے کہ آپ ہم سے یہ ٹیکس کس

طرح وصول کریں گے جبکہ ہم ٹیکس پہلے ہی دے رہے ہیں؟ میرے خیال میں جنوبی پنجاب ہو، سنٹرل پنجاب ہو یا پوٹھوہار ہو ہم اتنا ٹیکس دے رہے ہیں کہ آپ کا کوئی دوسرا شعبہ agriculture taxes کی نسبت اپنی valuation کے حساب سے نہیں دے رہا۔ میں آپ کو یہاں پر یہ واضح بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایک سوایکڑ کے زمیندار سے اس کی زمین لے لیں اور یہاں ڈیفنس میں ہمیں ایک کنال کا بنگلہ دلوادیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت سوایکڑ زمین کے مالک کی یہ پوزیشن ہے۔ ہم اپوزیشن میں ہیں اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ ہمیں شامل کریں لیکن ایک بات میں یہ عرض کروں گا کہ اس ٹیکس کو جس طریقے سے بھی لاگو کریں تو کم از کم agriculturists کو شامل کریں اور ایک علیحدہ میٹنگ بلائیں۔ میں وزیر خزانہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ پانچ منٹ میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ زمیندار پر ایک اور ظلم ہونے جا رہا ہے جو کہ زرعی ٹیکس کی مد میں ہے۔ ایک عام دکاندار اور کاروباری آدمی کی آمدنی چار لاکھ روپے exempt ہے اور میرے یہ بھائی اور دوست agriculturists بیٹھے ہیں، یہ پڑھیں تو ہمیں 80 ہزار روپے تک exempt کیا جا رہا ہے۔ Water resources پختہ کھالے بھی بنائیں اور سولر ٹیوب ویل کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گرمیوں میں اس کی کارکردگی بہتر ہو گی مگر سردیوں میں اس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو گی۔ میانوالی، بھکر اور خوشاب جو کہ تھل کا علاقہ ہے کے لئے ہم سولر ٹیوب ویل recommend نہیں کرتے کیونکہ ہماری water depth بہت زیادہ ہے۔ ہر صوبہ مرکز کو سبسڈی دے رہا ہے، ہماری ٹربائن جو on going ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس میں پیسے رکھیں اور ہمارے لئے ٹربائن subsidize کریں۔ پینے کا پانی بہت ضروری ہے اور اگر میں گننا شروع کر دوں کہ اس وقت وہاں میانوالی میں پانی کے لئے کتنی لڑائیاں ہو رہی ہیں جن سے لاء اینڈ آرڈر کا بھی مسئلہ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میری یہی تجاویز تھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ سائرہ افتخار صاحبہ!

محترمہ سائرہ افتخار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں حکومت پنجاب کو under given circumstances اور اتنے limited resources میں حقیقت پر مبنی اتنا realistic and progressive budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم corporate world میں، corporate language میں اسے smart budget کہتے ہیں جو کہ حقیقت کے قریب ہو اور جو goals and targets ہم نے 2013-14 کے لئے set کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف کی inspiration اور leadership میں ہم انہیں achieve کریں گے۔ رہ گئی بات جو محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے کی تھی کہ یہ بجٹ بیوروکریسی کا گورکھ دھندا ہے تو ان کے لئے میں مؤدبانہ طور پر گزارش کروں گی کہ یہ budget proposed ہے، imposed نہیں۔ چار دن بحث کے لئے اسی لئے دیئے جاتے ہیں کہ تمام معزز ممبران اس پر اپنا input دیں اور پھر اس input کو اس میں incorporate کیا جاتا ہے۔ ہمارا دل اتنا بڑا ہے اور ہم میں اتنی tolerance اور اتنی acceptability ہے کہ اگر اپوزیشن بھی اچھا feedback دے گی تو اسے ضرور consider کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ڈیری اور لائیو سٹاک ہماری دیہی معیشت کا ایک بہت اہم ترین ستون ہے کیونکہ میرا اپنا تعلق rural background سے ہے اس لئے میں اس چیز کی spirit کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتی ہوں۔ لاکھوں غریب لوگوں کی دال روٹی کا دارومدار ڈیری اور لائیو سٹاک پر ہے۔ یہ نہ صرف دودھ، انڈے اور گوشت کی شکل میں ہماری غذائی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ بائیو گیس اور organic کھاد کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس سے carpets, skins اور لیدر کی مصنوعات تیار کر کے کثیر زرمبادلہ بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ اس وقت ملکی جی ڈی پی میں agriculture contribution تقریباً 10.2 فیصد ہے جس کا حجم پاکستانی روپے میں 636 بلین روپے ہے۔ اس میں تمام چھوٹی بڑی crops آجاتی ہیں جبکہ دوسری طرف ڈیری اینڈ لائیو سٹاک سے 11.6 فیصد جی ڈی پی میں contribution ہوتی ہے۔ اس میں بھی میں نے گوشت کی انڈسٹری شامل نہیں کی۔ اگر اس میں گوشت کی بھی انڈسٹری شامل کریں تو percentage تقریباً 14 فیصد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا حجم 680 بلین روپے تک پہنچ جاتا ہے۔ ڈیری اور لائیو سٹاک میں اتنا زیادہ potential ہونے کے باوجود somehow ابھی اس کے maximum usage سے ہم فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے mainly زراعت پر focus کیا ہے اور تھوڑا سا ہم نے ڈیری اور لائیو سٹاک کو over shadow کر دیا۔ اس کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہوں گی۔ میرا تعلق اور career ایک ڈیری اور لائیو سٹاک کمپنی کے ساتھ رہا ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ہماری دیہی خواتین کے پاس ٹیکنیکل ٹریننگ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے دیہات کا ماحول کچھ ایسا ہے کہ مرد کھیتوں میں کام

کرنے چلے جاتے ہیں اور لائیو سٹاک کی take care ان کی health care، ان کا چارہ وغیرہ بنانا، کاٹنا، سنبھالنا اور دودھ وغیرہ نکالنے تک سب کام ان کی خواتین کے سپرد ہوتے ہیں۔ In short they are the Livestock Managers لیکن گاؤں کے ماحول اور ہمارے social taboos کچھ ایسے ہیں کہ ہماری لائیو سٹاک مینجرز کو بنیادی مال مویشی کی سنبھال اور اس کی take care کے بارے میں اس طرح سے ٹریننگ اور know-how نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! اب سے دو تین سال پہلے U.N.D.P اور سوئس ڈویلپمنٹ کونسل نے ایک پراجیکٹ یہاں پر شروع کیا اور خوش قسمتی سے میں اس پراجیکٹ کا حصہ بھی تھی اور ہم نے اس میں اڑھائی ہزار دیہی خواتین کو basic farm practices میں ان کے پاس جا کر پنجابی زبان میں انہیں trained کیا جو انہیں سمجھ بھی آ سکے۔ اسی طرح پانچ ہزار مڈل اور میٹرک پاس بچیوں کو جس طرح محکمہ صحت میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز ہوتی ہیں ہم نے انہیں لیڈی لائیو سٹاک ورکرز کے طور پر trained کیا اور اس کے key indicators یہ تھے کہ دودھ کی yield اس ٹریننگ کے بعد 20 سے 25 فیصد بڑھی اور domestic income بھی تقریبا 20 سے لے کر 50 فیصد تک ان گھروں میں بڑھی جن بچیوں نے لیڈی لائیو سٹاک ورکرز کی ٹریننگ حاصل کی تھی۔ حالیہ بجٹ میں ایک جو بہت اچھا initiative ہے کہ دیہی خواتین کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے انہیں مویشی دینے کا اعلان کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! I think this is a very good scheme. Somehow he should club this scheme with this kind of training ہم اس ٹریننگ کے ساتھ اسے club کریں۔ 2004 میں جناب پرویز الہیٰ صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے ورلڈ بنک سے 30 کروڑ ڈالر یا ملین کا قرض لیا تھا اور اس پراجیکٹ کا نام ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز تھا۔ جب وہ حکومت چھوڑ کر گئے تو سکولوں کی تعداد بھی اتنی تھی اور enrollment بھی اتنی ہی تھی۔ بتایا جائے کہ وہ ہوائی سکول اور خلائی بچے کہاں ہیں جبکہ دوسری طرف دانش سکول ہماری حکومت نے شروع کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ میں ہمارے شمالی پنجاب کو نظر انداز کیا گیا اور شمالی پنجاب میں خاص طور پر میرے ضلع میانوالی کو نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ جنوبی پنجاب اور پنجاب کے دوسرے حصوں کو زیادہ نوازا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ

میٹرو بس سروس پہلے ہی لاہور میں ماشاء اللہ چل رہی ہے۔ اسے اور کئی شہروں میں چلانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن میانوالی کی roads اور عام roads کا بہت بُرا حال ہے۔ خاص طور پر میانوالی شہر سے کالا باغ اور وہاں سے عیسیٰ خیل، بنوں کی طرف جانے والی main road کا بہت بُرا حال ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ افغانستان اور امریکہ کی جنگ واقعی اس road پر ہوئی تھی اور بالکل ہوئی تھی کیونکہ نیٹو کی سپلائی اسی road سے کی گئی تھی۔ اس road پر بہت زیادہ حادثات ہو رہے ہیں اور آپ سے عرض ہے کہ اس road کو consider کیا جائے۔ اس کے علاوہ اسی road پر کالا باغ کا ایک پل ہے۔ آپ میری بات کا یقین کریں کہ اس پل کے پرانا ہونے کی وجہ سے اس کے پھٹے خراب ہو گئے ہیں اور پچھلے تین چار سالوں میں سات سے آٹھ آدمی اس میں گر کر مر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دانش سکولوں کا ذکر کروں گا۔ دانش سکول بننے چاہئیں اچھی بات ہے لیکن not at the cost of other areas میرے حلقہ پی پی۔44 میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر سکول ہی نہیں ہیں اور اگر ہیں تو پرائمری سکول ہیں جو کہ اس وقت سے ہیں جب پاکستان بنا تھا، اس کی upgradation نہیں ہوئی۔ میں عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں یونیورسٹیاں بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ بہاولپور، فیصل آباد، ملتان اور سیالکوٹ میں پہلے ہی یونیورسٹیاں موجود ہیں لیکن میانوالی میں یونیورسٹی نہیں ہے اس لئے میں اس ایوان کی طرف سے اپنے اہلِ اقتدار کو گزارش کروں گا کہ وہ میانوالی پر توجہ دیں اور میانوالی میں یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں بلدیات کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ہمیں امریکہ اور یورپ کی جو خوشحالی نظر آتی ہے وہ بلدیاتی نظام کی وجہ سے ہی ہے۔ میرے خیال میں اب ہمیں اپنے حالات تبدیل کرنے چاہئیں "جس کا کام اسی کو ساجھے" ہم ایم این ایز اور ایم پی ایز ہیں ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے نکلے، گلیاں اور سڑکیں بنانے کا کام بلدیات کے سپرد کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ بجٹ میں ملازمتوں پر پابندی لگانے کا اعلان کیا گیا ہے کچھ محکمے ہیں جن میں ملازمتیں دی جا رہی ہیں۔ ایک تاثر ہے کہ (ن) لیگ کی گورنمنٹ جب بھی آتی ہے وہ ملازمتیں دینا بند کر دیتی ہے۔ پورے پنجاب میں بہت زیادہ بے روزگاری ہے اس لئے اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں فنانس منسٹر اور ان کے محکمے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے بڑی محنت سے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو بھرپور طریقے سے عوامی support حاصل ہے۔ ہم نے یہاں سنا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات بہت زیادہ ہیں، ہمارا جو تجربہ رہا ہے کہ 97 سے لے کر اب تک جب بھی شہباز شریف وزیر اعلیٰ ہاؤس میں آئے تو وہاں کے اخراجات بالکل نہ ہونے کے برابر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: 97 نہیں بلکہ 1997۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے 1997۔ جب ہماری پہلی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہوئی تو اس میں کفایت شعاری کی پالیسی پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہمارے سامنے پہلی دفعہ نان اور ٹینڈے لائے گئے جس سے ہمیں پتا چل گیا کہ یہاں کے اخراجات پر بھرپور کنٹرول ہوگا۔

جناب سپیکر! 14-2013 کے اخراجات 199.9 ملین ہیں جس میں تنخواہوں کی مد میں 144 ملین اور 12 ملین foreign delegation کے لئے ہیں۔ پیچھے پھر کیا رہ گیا؟ اس بجٹ میں ہر issue کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کچھ issues ایسے ہیں کہ اگر ان کو review کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! دانش سکول کا پراجیکٹ بہت اچھا رہا ہے اس میں ہمارے سامنے سب سے خوبصورت بات یہ آئی کہ ایک غریب کا بچہ بھی کسی اچھے سکول میں جاکر تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ وہ کبھی بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں بھی کسی اچھے سکول کے دروازے تک پہنچ سکوں گا اور وہ قابلیت کی بنیاد پر ہی وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پورے پاکستان میں ایک ہائر ایجوکیشن کمیشن تھا جس کی وجہ سے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے بڑی لمبی لائنیں لگی ہوتی تھیں میں اس پر بھی قائدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں صاف پانی کے منصوبوں کا ذکر ہوا ہے۔ ہم سب سمجھتے ہیں اور یہاں اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہیں، ہمیں پتا ہے کہ پینے کے صاف پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک گاؤں میں جاکر دیکھیں کہ صاف پانی کا مسئلہ کتنا بڑا مسئلہ ہے؟ 60 فیصد بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں اس لئے اس میں مزید فنڈز دینے چاہئیں اور لوگوں کو صاف پانی ضرور ملنا چاہئے۔ ایک بات جو میں اکثر محسوس کرتا ہوں کہ ہم سڑکیں بناتے ہیں، ہم نے بڑا نیٹ ورک بنایا لیکن ہمارے صوبے میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ سڑک بنانے والا بلڈوزر جو 15 ٹن کا ہوتا ہے اور جو ٹرالر اس پر سے گزرتا

ہے وہ پچاس، ساٹھ ٹن وزن لے کر جاتا ہے۔ سڑک بننے کے بعد وہ ٹرالر ایک ہی بار گزرتا ہے تو اس سڑک کی تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے لہذا اس قانون پر عملدرآمد کرایا جائے۔ میرے حلقہ انتخاب میں اس دور میں "ڈنگا تا گجرات روڈ" سڑک بنائی گئی۔ ضلع جہلم میں دو تین سیمنٹ فیکٹریاں ہیں جس طرح یہاں نمک کا ذکر ہوا تو وہاں نمک کی بھی فیکٹریاں ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا سسٹم بنا دیا جائے جس کی وجہ سے وزن کی ایک مقدار طے ہو جائے اور کوئی ٹرک اور ٹرالر اس مقدار سے زیادہ وزن نہ اٹھا سکے۔ بجٹ میں اس کا کوئی mechanism ہونا چاہئے تاکہ سڑکوں کی بچت ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ mechanism موجود ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ہے لیکن اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل زمینداروں کے لئے بہت اچھا تحفہ ہے اس کو ہم جتنا بھی بڑھائیں، اس پر جتنا بھی خرچ کریں، چاہے زمیندار سے بھی اس کا کچھ حصہ لے لیا جائے لیکن شمسی توانائی والے ٹیوب ویلوں کو جتنا بھی بڑھایا جائے وہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! ڈرگ ٹیسٹ لیبارٹریوں کی سخت ضرورت تھی۔ یہ ہر ڈویژن کی سطح پر ہونی چاہئیں، غذائی معیار کو جانچنے کے لئے اس کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم پارلیمنٹیرین اپنی اپنی زندگی میں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے اس کی بھی درستی کرنی پڑے گی آپ پارلیمنٹیرین نہیں ہیں بلکہ Legislators ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری بات ہے، یہ آپ کے کام آئے گی اور میرے بھی کام آئے گی۔ پارلیمانی سسٹم میں ایک کیلنڈر ہونا چاہئے تاکہ ہمیں پتا ہو کہ مہینے میں کتنے دن اجلاس ہو گا۔ یہ بہت ضروری ہے چاہے مہینے میں دس دن اجلاس ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ میں بتا دیتا ہوں کہ سال میں اجلاس کے 100 دن ہوتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان 100 دنوں کو تقسیم کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ suggestion آپ بعد میں دینا، بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں کوشش کروں گی کہ میری بات میں repetition نہ ہو، میں صرف وہ باتیں کروں گی جو رہ گئی ہیں۔بجٹ میں آٹے کی مد میں 28۔ارب روپے سبسڈی کے طور پر مختص کئے گئے ہیں جن کا چند افراد کو ہی فائدہ ہو گا اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر مارکیٹ ریٹ پر سبسڈی دی جائے تو اس سے تمام عوام یکساں طور پر فائدہ اٹھا سکیں گے۔ جیسا کہ یہاں پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ خواتین ایک آٹے کے تھیلے کے پیچھے پورا پورا دن کھڑی رہتی ہیں اور اس ٹرک کے پیچھے بھاگتی ہیں ان کا جو حشر ہوتا ہے وہ میڈیا بھی بہت دفعہ دکھا چکا ہے۔

جناب سپیکر!ایک بات دانش سکول پر بہت دفعہ ہوئی اور یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ شاید یہ صرف تنقید ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج اس floor پر جو بھی کوئی بات کر رہا ہے اس کا مقصد عوام کی بھلائی ہے اس لئے تمام سٹوڈنٹس کے لئے یکساں مواقع مہیا کرنے چاہئیں۔ میں اس میں صرف یہ عرض کروں گی کہ جو 3۔ارب روپے سے ہم 6 سکول بنانے جا رہے ہیں اگر اسی رقم کو 36 اضلاع میں ایک گرلز اور ایک بوائز سکول میں چار چار کروڑ روپے تقسیم کر کے ان سکولوں کے معیار کو بہتر کر دیا جائے اور وہاں سٹوڈنٹس کو accommodate کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!صحت کا شعبہ بہت اہم ہے۔ادویات کی مد میں جو 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے وہ انتہائی کم ہے اور یہ شکایات پچھلے ادوار میں بھی ہوتی رہی ہیں اور اس دفعہ اگر بجٹ نہ بڑھایا گیا تو یہ شکایات مزید بڑھ جائیں گی اس لئے ادویات کی مد میں 50 کروڑ روپے کی بجائے ڈیڑھ ارب روپیہ مختص کیا جانا مناسب ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہمارے ایوان میں زیادہ تر لوگ زراعت سے وابستہ ہیں ان کا گزر بسر، دار و مدار زراعت پر ہے۔ہمارے بجٹ کے صفحہ نمبر 46 پر سولر ٹیوب ویل لگانے کے لئے بھی بجٹ رکھا گیا ہے۔ میرے علم کے مطابق جو سولر ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں اگر موجودہ installed ٹیوب ویلوں کو ہی سولر پر convert کر دیا جائے تو وہ اس لئے زیادہ بہتر ہو گا کہ جو سولر ٹیوب ویل آپ اب لگائیں گے وہ بہت کم رقبے کو سیراب کریں گے، اگر موجودہ ٹیوب ویلوں کو سولر پر shift کر دیا جائے تو اس میں ایک تو بہت حد تک رقم کی بچت ہو گی، بہتر نتائج حاصل ہوں گے اور زیادہ رقبہ بھی سیراب ہو گا۔ایک بہت ہی اہم issue پچھلے بہت سارے سالوں سے چل رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایجوکیشن بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔اس کے علاوہ ہم سب کے بچے جس مسئلے سے دوچار ہیں وہ entry test کا مسئلہ ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ مسئلہ صرف اسی لئے ہے کہ بورڈ کی کارکردگی بہتر نہیں ہے اگر بورڈ کی کارکرگی کو بہتر بنا دیا

جائے تو میرٹ پر آنے والے بچوں کو admissions مل سکیں گے اور اسی طرح جو entry test کا چکر ہے جس کے لئے بہت ساری اکیڈمیاں کروڑوں اور لاکھوں روپے students سے اس مد میں وصول کر رہی ہیں، میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اس کے لئے میں جناب سپیکر سے گزارش کروں گی کہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد ہونا چاہئے کیونکہ اس سے پہلے بھی چیف منسٹر صاحب اس پر بارہا کہہ چکے ہیں کہ آئندہ entry test کو ختم کیا جائے گا لہذا اس پر عملدرآمد کرایا جانا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع ساہیوال سے ہے اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ساہیوال کے بارے میں ایک دو باتیں جو بہت اہم ہیں وہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی۔ ساہیوال اب چونکہ ڈویژن کا درجہ حاصل کر چکا ہے اور ساہیوال میں DHQ ہسپتال جس روڈ پر واقع ہے وہاں پر ٹریفک کا بہت زیادہ رش رہتا ہے اور وہاں سے ہی فیصل آباد کو ٹریفک جاتی ہے۔ وہاں پر رنگ روڈ کا منصوبہ بہت عرصے سے زیر غور رہنے کے باوجود پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا تو میری آپ سے گزارش ہے کہ بجٹ میں اس کے لئے بھی کچھ رقم مختص کی جانی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے بھی اس وقت اہم ہو چکا ہے کیونکہ ساہیوال اب ڈویژن بن چکا ہے کیونکہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے ساہیوال کو ڈویژن بنانے کے لئے بڑا کام کیا ہے اگر اس کو مکمل کر دیا جائے تو ایک اور credit حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں آخر میں صرف ایک اور بات کہوں گی کہ فورٹ منرو کا ذکر بجٹ میں کیا گیا ہے تو اسی طرح ہمارے ساہیوال میں ایک Historical place ہڑپہ ہے، ہمارے پاس یہ ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اگر اس وقت اس پر توجہ دی جائے تو ایک اچھا حصہ انکم اور ریونیو کا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس کے لئے چیف منسٹر صاحب کو بھی کہا جائے اور میری جو تجویز ہے اس کے لئے کوئی بجٹ مختص کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، مخدوم سید محمد مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے حکومت اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی قیادت میں ماشاءاللہ بہت متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس متوازن بجٹ کو کامیاب کرانے میں اور implement کرانے میں ہم سب کا ایک اہم role ہے۔ اکثر سپیکرز نے بجٹ کے figures کو quote کیا ہے۔ میں اس سے ہٹ کر اس بجٹ میں جو اہم burning issue ہے وہ انرجی کا ہے اس میں کچھ proposals دینا چاہوں گا۔ جو development countries ہیں ان میں زیادہ feasibility, renewable

energy sources کی ہے اور اس میں سر فہرست nuclear gas, compress natural gas, bio-gas, geo thermal power radiant engine, hydroelectricity, wind power, solar power, wave power اور tilde power قابل ذکر ہیں۔ میں ان میں سے صرف چند کو address کروں گا کیونکہ وقت کا قدغن لگا دیا گیا ہے۔ میں سب سے پہلے wind power کا ذکر کروں گا اور آپ کی اجازت سے اس پر ایک note پڑھنا چاہوں گا کہ:

> Pakistan has at least fifty thousand megawatt of potential in only the Balochistan and Sindh provinces. Sufficient wind exists to power every costal village in the country. There also exists a corridor between Dahro and Kaitibandar that alone could produce between forty to fifty thousand megawatt.

جناب سپیکر! یہ ہماری requirement سے کہیں زیادہ ہے اور اگر ہم یہ achieve کر لیتے ہیں تو ہم انرجی export کرنے کے قابل بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں wind power پر کام کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کی اشد ضرورت ہے اور ہم ان ملکوں کو دیکھیں جہاں اس وقت 99.2 percent windmill سے انرجی produce کی جا رہی ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ Costa Rica ایک ملک ہے جہاں یہ target achieve کیا جا رہا ہے اور ان کی کوشش ہے کہ اس ملک کو "carbon neutral" country بنا دیا جائے تاکہ pollution سے بھی پاک ہو۔ Once investment کے بعد اس کی جو source ہے وہ free of cost ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ صرف ہم نے coal power ایک traditional system پر نہیں رہنا بلکہ آئندہ پچاس سال کی planning کرنی ہے جس سے آنے والے دور میں پاکستان کی معیشت ترقی کر سکے۔ Coal power کے بارے میں، میں ایک note آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہوں گا۔

> Pakistan has the fifth largest coal deposits in the world. However, the negative impact of coal has been well documented when power is produced from coal, Sulfar dioxide and nuclear oxide as well.

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح traditional کام کر رہے ہیں ہم نے coal کو استعمال کرنا ہے لیکن یہ ten سے twelve percent achieve کر سکیں گے۔ ہمیں ساتھ

ساتھ باقی renewable resource کو بھی استعمال کرنا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جیسے سولر انرجی پر بہت زیادہ کام کیا جارہا ہے اور معزز وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر سولر انرجی کا بہت ذکر کیا ہے جس میں ٹیوب ویل کا بھی ذکر فرمایا ہے بلکہ ایک نجی میٹنگ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ پچاس یونٹس سے تین سو یونٹس تک جو چھوٹے گھریلو یونٹس ہیں ہم ان کو بھی سولر پینل پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ سولر پینل کا جو raw material ہے وہ silica sand ہے جو ہمارے تھر، تھل اور چولستان میں موجود ہے اگر ہم پلانٹ لگا رہے ہیں تو جتنے سولر پینل ہیں وہ ہمارے یہاں بن سکتے ہیں۔ میں ایک آخری point عرض کرنا چاہوں گا کہ ایگریکلچر کا ایک بہت بڑا role ہے جو انرجی میں بہت contribute کر سکتا ہے۔ یہ ایک پلانٹ ہے جس کو بائیو ڈیزل پلانٹ کہتے ہیں اس میں jatropha, curcas, castor bean and sukh-chain سے بھی ڈیزل پیدا ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ مخدوم صاحب! میری بھی مجبوری ہے، آپ wind up کریں۔

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! میں صرف آخری مؤدبانہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہم سب پورا معزز ایوان، بشمول معزز ممبران حزب اختلاف energy crisis کے حل کے لئے مزید اس طرح contribute کر سکتے ہیں کہ ہم کم از کم ہر ماہ اپنی ایک دن کی تنخواہ energy resources کے لئے depute کر دیں تاکہ ہماری practical contribution آئے۔ آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا جو نشان تھا وہ ٹائیگر تھا اگر ہم یہ سارے ٹارگٹ باری باری achieve کریں تو Pakistan could be an Asian Tiger under the leadership of Honourable Mian Muhammad Nawaz Sharif and under the able guidance of Mian Muhammad Shahbaz Sharif.

جناب سپیکر: جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: السلام علیکم! جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں یہاں پر بجٹ پر بات کرنا چاہوں گا۔ بجٹ وہ چیز ہوتی ہے یا ایسا پلیٹ فارم جس پر ہم لوگ being a Parliamentarian یہ decide کرتے ہیں کہ ہمیں حکومت اور عوام کے پیسے کو کس طرح سے استعمال کرنا ہے، اس کا صحیح استعمال ہو رہا ہے کہ غلط استعمال ہو رہا ہے۔ بجٹ تو ہماری گورنمنٹ نے بہت اچھا بنایا ہے۔ انہوں نے اس میں کئی پہلوؤں کو دیکھا ہے۔ ایجوکیشن کے لئے بھی خطیر رقم رکھی ہے، ہیلتھ کے لئے بھی خطیر رقم رکھی ہے، ہمیں صرف بجٹ کو نہیں دیکھنا، ہمیں بجٹ کے علاوہ

سپلیمنٹری بجٹ پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ پچھلے سال جو 82-ارب 35 کروڑ روپے کے اضافی اخراجات کئے گئے ہمیں ان پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ آیا وہ اخراجات حکومت کو کرنے چاہیئں تھے اور اگر اتنے زیادہ اخراجات کئے گئے تو کیا انہوں نے اسمبلی ممبران سے اس کے لئے اجازت لی تھی؟ ان میں سے کچھ چیزیں ایسی ہیں جو توجہ کے لائق ہیں۔ جیسا کہ اگر ہم دیکھیں تو گورنمنٹ نے اربوں روپے ٹرانسپورٹ کی مد میں خرچ کئے، گورنمنٹ نے کئی اور جگہوں پر بھی پیسے خرچ کئے، گورنمنٹ نے اس چیز کا خیال نہیں کیا کہ ہیلتھ پر جو ہم اتنے پیسے خرچ کر رہے ہیں کیا اس سے ہمارے لوگوں کے مسائل حل ہو رہے ہیں؟ ہمارے بیوروکریٹس بہت اچھی چیزیں سوچتے ہیں لیکن ان کو یہ نہیں پتا کہ ہماری عوام کے کیا مسائل ہیں؟ ہمارے نمائندے جن کو لاکھوں لوگوں نے ووٹ دے کر یہاں پر بھیجا ہے ان سے تجاویز لینی چاہیئں اگر آپ پچھلے سال کے بجٹ میں دیکھیں تو صرف 97 کروڑ روپے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی تجاویز پر خرچ کئے گئے اور اربوں کھربوں روپے ویسے خرچ کئے گئے کیا ان تدابیر کے اوپر ایم پی ایز سے اجازت نہیں لینی چاہئے، ان کو تجاویز دینے کا حق نہیں ہے؟ کیا وہ کروڑوں لوگ جن کی ہم یہاں بیٹھ کر نمائندگی کرتے ہیں ان کو ان کا حق، ان کی مرضی سے، ان کے نمائندوں کی اجازت سے دیا جاتا ہے؟ اس کے علاوہ اگر دیکھیں تو زراعت پر ٹیکس لگا۔ ٹیکس ایک بہت اچھی چیز ہے اور ضرورتِ وقت ہے ہمیں ٹیکس کی ضرورت ہے مگر ہمیں چاہئے کہ ہم direct taxation کو بڑھائیں اور in direct taxation پر سے زور ہٹائیں۔ ہم نے ایگریکلچر پر ٹیکس لگایا اچھی چیز ہے، ہونا چاہئے لیکن اتنا نہیں ہونا چاہئے کہ ہماری معیشت جو کہ ریڑھ کی ہڈی ہے وہ ٹوٹ جائے۔ ہمارے کسان جو اس وقت سخت تکلیف میں ہیں، میں صرف کماد کی مثال دیتا چلوں، sugarcane، چینی جس کی آج کل قلت بھی ہے چالیس فیصد کے لگ بھگ ہماری شوگر ملوں نے کسانوں کو payments ہی نہیں کیں۔ اتنا زیادہ time period لینے والی یہ فصل ہے، ڈیڑھ سال لگتا ہے کیا اس کا وہ ریٹ نہیں دیا جا سکتا جس کا کسان حق دار ہو؟ اگر ہم اس کے آگے دیکھتے چلیں تو آپ کو سپلیمنٹری بجٹ جو میرے خیال سے کسی ممبر نے نہیں کھولا ہو گا، اِدھر اپوزیشن بھی بیٹھی ہے جس کا کام یہاں پر تنقید بھی کرنا ہے ہماری اپوزیشن تک نے ہمارے سپلیمنٹری بجٹ کو کھول کر نہیں دیکھا۔ آپ سپلیمنٹری بجٹ کو کھول کر دیکھیں ہماری پولیس نے محرم کے نام پر ہی 51 ملین روپے اضافی خرچ۔ ہم لوگوں نے ملین روپوں سے کیش ایوارڈز دیئے، ہم لوگوں نے پولیس کو 20 فیصد ایڈہاک ریلیف کے نام پر اڑھائی ارب روپے دے دیئے۔ یہ چیزیں دینی چاہیئں لیکن ہمیں پہلے ضروریات اور خواہشات میں فرق کرنا چاہئے۔ ہم پہلے اپنی ضروریات کو پورا

کریں، اپنے معاشرے کو بہتر کریں، اپنی معیشت کو طاقتور کریں پھر ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی خواہشات اورluxuriesکی طرف جائیں۔ میرے خیال میں سڑکیں بنانا اچھی چیز ہے، میٹرو بس ایک بہت اچھا منصوبہ ہے جس سے معیشت ترقی کرتی ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے توجہ دِلاتا چلوں، رانا ثناء اللہ صاحب بھی بیٹھے ہیں جو ہمارے فیصل آباد سے ہی تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی اس چیز کا علم ہو گا کہ اربوں روپے میٹرو بس پر تو لگ گئے اور بھی لگیں گے اچھا منصوبہ ہے لیکن سمندری کے مین ڈرین جیسے پراجیکٹس جس سے ہزاروں لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں، ہیپاٹائٹس alarming rate پر بڑھ رہا ہے، waterborne diseases آسمان پر پہنچ گئی ہیں، کیا ان کے لئے ہماری حکومت کوئی فنڈز نہیں رکھے گی، کیا عوام کے مسائل کی دادرسی نہیں کی جائے گی؟ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا ہم آئی ایم ایف سے قرضے نہیں لے رہے ہیں، بار بار یہ کہنے کے باوجود ہم قرضے نہیں لیں گے، کشکول توڑ دیں گے کیا اب یہ سب صحیح ہے؟ اگر آپ سپلیمنٹری بجٹ اور ریونیو کو اُٹھا کر دیکھیں تو اس سال 2013 تک ہم لوگ صرف 20۔ارب روپے کے مقروض تھے۔ بجٹ 14-2013 کے آخر میں ہمیں بتایا گیا ہم 46۔ارب روپے سے زیادہ کے مقروض ہو جائیں گے تو کیا قرضہ نہیں لیا گیا؟ جس کا ہمیں ابھی تک بتایا بھی نہیں گیا۔ میرے خیال میں اگر تو ہم لوگوں نے بجٹ بنانا ہے اس ملک اور صوبہ پنجاب کو گڈ گورننس دینی ہے تو ہمیں عوام کا confidence لینے کی ضرورت ہے اور عوام کا confidence تب ہی ملتا ہے جب ہم عوام کے مسائل کی دادرسی کرتے ہیں، عوام سے ان کی مشکلات سُنتے ہیں، پوچھتے ہیں اور ان کے مسائل کا حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میری اپیل ہے، یہاں پر حکومتی ممبران بھی بیٹھے ہیں اور اپوزیشن والے بھی بیٹھے ہیں ہم بجٹ پر ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے، ایک دوسرے کو بولنے کی بجائے عوام کا احترام کریں، ایک دوسرے کا احترام کریں اور مل جل کر ایک ایسا بجٹ بنائیں جس سے ہمارے عوام کے مسائل کی دادرسی ہو سکے، فلاح و بہبود ہو سکے اور معیشت ترقی کر سکے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ ہم لوگوں نے بجلی کے لئے جو صرف 13۔ارب روپے رکھے ہیں کہ بجلی کا مسئلہ دور ہو براہِ مہربانی اس پر فنڈنگ بڑھائی جائے، اگر بجلی بہتر ہو جائے گی تو ہماری انڈسٹری بھی بہتر ہو جائے گی، انڈسٹری بہتر ہو گی تو روزگار ملے گا، ٹیکس بڑھے گا اور بہت سارے مسائل دور ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ I think Rana Sb will be the last Speaker. ایوان کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے کیونکہ جمعۃ المبارک ہے اور سب نے جمعہ پڑھنا ہو گا۔ جی، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے آج بجٹ پر بولنے کا موقع عنایت فرمایا۔ یہ بجٹ مزدور، کسان اور تنخواہ دار طبقے کا بجٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ سے عام شہریوں کو جو فائدہ پہنچا ہے وہ شاید اپوزیشن والوں کو نظر نہیں آ رہا۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے اس بجٹ میں وفاقی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی کفایت شعاری کو اپنانے کی کوشش کا اعادہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے 1997 کی گورنمنٹ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے کفایت شعاری کو اپنایا تھا اسی طرح سے اس گورنمنٹ کو بھی کفایت شعاری کو اپنا وتیرہ بنانا چاہئے۔ توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے بھی گراں قدر کوششوں کا آغاز کیا ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کہ انہوں نے سب سے پہلی توجہ توانائی کے بحران کو حل کرنے کی طرف دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت پاکستان مسلم لیگ کو اللہ کے فضل و کرم سے جو عظیم کامیابی حاصل ہوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا کی توجہ اس طرف ہے، پاکستان کے عوام کی توجہ بحران کی طرف ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف ہی ایک ایسی قیادت ہیں جو اس ملک اور اس کے عوام کو اس بحران سے نجات دلا سکتے ہیں۔ میں تحسین پیش کروں گا اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو کہ انہوں نے پنجاب میں education reforms کے لئے اور اس کے علاوہ زراعت، آبپاشی، فاریسٹ اور لائیو سٹاک کے شعبہ کو بہتر کارکردگی میں لانے کے لئے اس دفعہ حکومت پنجاب نے بجٹ میں تجاویز دی ہیں اور خاص طور پر پنجاب کے لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے اس دفعہ خطیر رقم رکھی گئی ہے اس پر میں حکومت پنجاب کو اور وزیر خزانہ کو تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! Police Reforms کے لئے اس وقت حکومت پنجاب بہت اہم کام کر رہی ہے۔ Police Reforms کے ساتھ ساتھ Police Order 2002 میں amendment کی ضرورت ہے۔ پنجاب کے عوام Police Order 2002 کی وجہ سے اس وقت پولیس کی چکی میں پس رہے ہیں۔ میرے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور میرے جو بھائی اس اسمبلی میں Police Reforms Committee کے ممبر ہیں میری ان سے یہ گزارش ہے کہ Police Reforms میں Police Order 2002 میں جو ضروری amendments ہونے والی ہیں جس کی وجہ سے عوام کو انصاف نہیں مل رہا ان amendments کی طرف توجہ دی جائے۔ آج اپوزیشن بنچوں سے

میرے بھائی نے یہ کہا کہ صوبائی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں جنوبی پنجاب کا ذکر ہی نہیں کیا گیا تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے صفحہ 21,22 اور اس کے علاوہ بھی مختلف صفحات پر مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے جنوبی پنجاب کے مختلف منصوبوں کے لئے 93۔ارب روپے کی خصوصی رقم رکھی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ خادم اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میں یہ بھی تجویز رکھی ہے کہ آئندہ مالی سال میں جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں ہر قسم کی سہولیات کی کمی کو ایک سال کی ریکارڈ مدت میں پورا کر دیا جائے گا۔اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک متوازن بجٹ ہے،ایک بہتر بجٹ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی محکموں کی restructuring اور rightsizing کے لئے جو کمیشن تشکیل دیا گیا ہے یہ پنجاب حکومت کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ پنجاب حکومت نے اس بجٹ میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کرنے کی کوشش کی ہے وہ انڈسٹری کا فروغ ہے۔ سرکاری اداروں میں اتنی نوکریاں نہیں ہوتیں کہ بہت سے لوگوں کو نوکریاں دے کر بے روزگاری کو ختم کیا جا سکے۔اس ملک کو ترقی دینے کے لئے انڈسٹری کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا ہوگا۔ صوبائی اور وفاقی سطح پر بھی اس بجٹ میں انڈسٹری کی طرف جو توجہ دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کا ایک قابل تحسین اقدام ہے ۔ باصلاحیت طلباء و طالبات کو endowment fund کے ذریعے جو رقومات دی جائیں گی اس سے غریب طلباء و طالبات اپنی ہائر ایجوکیشن حاصل کر سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں چونکہ دیہاتی علاقے سے تعلق رکھنے والا ایک چھوٹا کسان ہوں تو میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔آپ جلدی کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اس بجٹ میں زراعت کے شعبہ کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینے کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اگر حکومت پنجاب اس موجودہ بجٹ 14-2013 میں چھوٹے کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دے گی، کھاد پر سبسڈی دے گی، زیادہ سے زیادہ نہری پانی مہیا کرے گی تو پنجاب میں یقیناً سبز انقلاب آئے گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ اب اجلاس بروز ہفتہ 22۔جون 2013 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اُس دن بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث ہو گی۔